اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ

مشکوۃ

MONTHLY MISHKAT

MAJLIS KHUDDAM-UL-AHMADIYYA
BHARAT

اس شمارہ میں خاص

- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی احباب جماعت احمدیہ سے توقعات
- مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کی بنیادی غرض

جلد 9 اکتوبر 2024 - اخاء 1403 - ربیع الاوّل/ربیع الثانی 1446 شمارہ 10

مبارک صد مبارک

سالانہ اجتماع

مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت 2024ء

صوبائی سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ پنجاب

مجلس خدام الاحمدیہ کانپور کی طرف سے وقار عمل

مجلس اطفال الاحمدیہ محمود آباد اڈیشہ فُٹ بال میچ کا منظر

مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ محمود آباد اڈیشہ میں تربیتی کلاسز کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ کوئمبتور تامل ناڈو میں بلڈ ڈونیشن کا انعقاد

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بیاور و اجمیر صوبہ راجستھان کے مناظر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

اللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ مَثَلُ نُوۡرِہٖ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ

مشکوٰۃ

MONTHLY MISHKAT

"قوموں کی اصلاح
نوجوانوں کی اصلاح
کے بغیر نہیں ہوسکتی"

(بانی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ)

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان
MAJLIS KHUDDAM-UL-AHMADIYYA BHARAT

ایڈیٹر
نیاز احمد نائک

نائبین
اطہر احمد شمیم، سلیق احمد نایک، ریحان احمد شیخ، سید سعید الدین احمد

مینیجر
سید عبدالہادی

مجلس ادارت
بلال احمد آہنگر، حافظ نعیم احمد پاشا
مرشد احمد ڈار، اعجاز احمد میر

ڈیزائننگ
محمد ضیاء الدین، کامران شریف
نیر احمد، صباح الدین شمس

دفتری امور
سید حارث احمد

مقام اشاعت
دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سالانہ بدل اشتراک
اندرون ملک ₹ 220
بیرون ملک $ 150
قیمت فی پرچہ ₹ 20

نگران: شمیم احمد غوری صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

فہرست مضامین

اداریہ	2
قرآن کریم / انفاخ النبی / کلام الامام المہدی / امام وقت کی آواز	3
خلاصہ اختتامی خطاب برموقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و مجلس اطفال الاحمدیہ برطانیہ	4
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احباب جماعت احمدیہ سے توقعات	8
مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کی بنیادی غرض	14
گوشۂ ادب	18
سائنس کی دنیا	18
بنیادی مسائل کے جوابات (قسط 53)	19
Health & Fitness	24
فتاویٰ مصلح موعودؓ	25
Diary Dose	26
ملکی رپورٹس اور اطلاعات و اعلانات	33
Mishkat Archives / بزم اطفال	35
Summary of the Friday Sermon	40

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul Ahmadiyya Bharat Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian Distt. Gurdaspur 143516 Punjab India, and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Distt. Gurdaspur 143516 Punjab India. Editor Niyaz Ahmad Naik

اداریہ

گامزن ہو گے رہِ صدق وصفا پر گر تم
کوئی مشکل نہ رہے گی جو سرانجام نہ ہو

سچائی ایک ایسا وصف اور خلق ہے جو تمام ترقیات کا زینہ ہے اور جھوٹ اس کے برعکس تمام نحوستوں اور گناہوں کی جڑ ہے۔ سچائی دینی اور دنیوی دونوں جہانوں کی اساس ہے۔ خدا تعالیٰ حق ہے اور وہ سچائی اور راستی کو پسند فرماتا ہے۔ شرک گناہ عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب قرآن مجید میں جھوٹ کو شرک سے مماثلت دی ہے۔ جھوٹ کتنا بھی زور آزمائی کر لے بالآخر فتح سچائی کے مقدر میں آتی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی وہ ابدی سنت ہے جو ہر دور میں دہرائی جاتی ہے۔ دورِ حاضر میں جھوٹ نے انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کی صورت میں بظاہر خوشنما نظر آنے والا لباس اوڑھ لیا ہے۔ جس میں حقیقت (Reality) کو filter کر کے دکھایا جاتا ہے۔ اس میں نوجوان بہت حد تک ملوث اور متاثر ہو رہے ہیں ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ یو کے ۲۲؍ستمبر ۲۰۲۴ء کے موقعے پر اس امر کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ اسی روح پرور خطاب سے چند ایک اقتباسات سے خدام کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ سچائی کے خلق کو اختیار کریں اور اپنے عملی نمونے سے اس بات کا ثبوت دیں ہم اس دور میں سچائی کی راہ پر گامزن ہیں اور ہم ہی انشاء اللہ کامیاب ہونے والے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

آج سوشل میڈیا کے دور میں جھوٹ عام ہو چکا ہے اس لیے آج اس برائی سے بچنے کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔

اسی طرح لوگ معمولی معمولی مشکلات سے بچنے کے لیے بھی جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ اس سے بھی بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو شرک کے برابر رکھ کر اس کی مذمت فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جھوٹ بولنے کو منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ منافق جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب کسی سے معاہدہ کرتا ہے تو اس کا پاس نہیں رکھتا اور وعدہ خلافی کا مرتکب ہوتا ہے، اگر کسی سے لڑائی ہو جائے تو گالم گلوچ سے کام لیتا ہے۔ پس آپ کی سچائی کا معیار ایسا ہونا چاہیے کہ غیر بھی یہ گواہی دیں کہ احمدی نوجوان کبھی جھوٹ سے کام نہیں لیتے اور سچائی کے اعلیٰ ترین معیار پر قائم ہیں۔

یاد رکھیں کہ آپ نے کسی تنازعے کی صورت میں بھی سچائی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا اور کسی طور بھی ناجائز طریق سے کسی کی حق تلفی نہیں کرنی۔ سچ سے کام لیں خواہ اس میں آپ کا نقصان ہی ہوتا ہو۔ یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں کہ بالآخر ایک نہ ایک دن ہم نے اس جہانِ فانی سے گزر جانا ہے اور پھر ہم نے اپنے ہر ایک عمل اور فعل کا حساب دینا ہے۔ اس لیے زندگی کے ہر مرحلے پر سچائی سے کام لیں تاکہ خدا کے حضور آپ سرخرو ٹھہر سکیں۔ احمدی والدین کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ انہیں ہر حال میں سچائی سے کام لینا ہے، بظاہر معمولی سے مذاق میں بھی جھوٹ سے کام نہیں لینا، اگر احمدی والدین ایسا کریں گے تو تب ہی وہ اپنے بچوں کو سچائی پر قائم رکھنے والے ہوں گے۔ پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ آپ اپنے بچوں سے جو بھی وعدہ کریں اسے پورا کریں، ایسا وعدہ کریں ہی نہ کہ جسے پورا کرنا آپ کے لیے ممکن نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ تمام خدام احمدیت کو سچائی پر قائم ہوتے ہوئے اپنی اور ساری دنیا کی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(نیاز احمد نائیک)

قرآن کریم

ذٰلِكَ ۗ وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتۡ لَـكُمُ الۡاَنۡعَامُ اِلَّا مَا يُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ ﴿۳۱﴾

(الحج :۳۱)

ترجمہ: یہ (ہم نے حکم دیا)۔ اور جو بھی اُن چیزوں کی تعظیم کرے گا جنہیں اللہ نے حرمت بخشی ہے تو یہ اس کے لئے اس کے ربّ کے نزدیک بہتر ہے۔ اور تمہارے لئے چوپائے حلال کر دیئے گئے سوائے ان کے جن کا ذکر تم سے کیا جاتا ہے۔ پس بتوں کی پلیدی سے احتراز کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔

انفاخ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی چھوٹے بچے کو کہا: آؤ مَیں تمہیں کچھ دیتا ہوں پھر وہ اس کو کچھ نہیں دیتا تو یہ جھوٹ میں شمار ہوگا۔

(مسند احمد بن حنبل۔ جلد ۲ صفحہ ۴۵۲ مطبوعہ بیروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی بندے کے دل میں ایمان اور کفر جمع نہیں ہو سکتے۔ اور نہ سچائی اور کذب بیانی اکٹھے ہو سکتے ہیں اور نہ ہی دیانتداری اور خیانت اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۳۴۹ مطبوعہ بیروت)

کلام الامام المہدی علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصّہ لے گا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دُور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانہ کا حِصنِ حصین مَیں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا مگر جو شخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے! اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندۂ مطیع بن جاتا ہے۔ (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۴)

امام وقت کی آواز

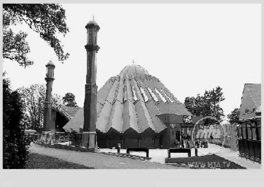

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’آج کل کے معاشرے میں تو قدم قدم پر ہمیں جھوٹ نظر آتا ہے اور اسے دیکھ کر ہم سمجھتے ہیں کہ تھوڑی بہت غلط بیانی کر لینا کوئی گناہ نہیں ہے، کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے لیکن یہی باتیں پھر بڑے بڑے جھوٹ بلواتی ہیں۔ سچائی کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ پس ہر احمدی کو اپنی سچائی کے معیار بہت اونچے کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ سچائی کے معیار ہم حاصل کر لیں تو بہت سے جھگڑے اور مسائل ہمارے ختم ہو جائیں۔‘‘

(اختتامی خطاب برموقع جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۲۲ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۱۲/ اگست ۲۰۲۳ء)

خطبات و خطابات

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خلاصہ اختتامی خطاب سیّدنا امیر المؤمنین
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۲۲؍ستمبر ۲۰۲۴ء
برموقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و مجلس اطفال الاحمدیہ برطانیہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو اس سال ایک مرتبہ پھر اپنا اجتماع منعقد کرنے اور اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق مل رہی ہے۔

کسی بھی جماعت کی ترقی کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی اغراض و مقاصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کام کرے۔

۱۹۳۸ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے جب خدام الاحمدیہ کی تنظیم کی بنیاد رکھی تو آپؓ کے پیشِ نظر اس تنظیم کے قیام کا یہ مقصد تھا کہ احمدی نوجوان دین اسلام کی تعلیمات پر کاربند رہتے ہوئے اپنی عبادتوں کے معیار کو بلند کریں اور اپنی اخلاقی حالتوں میں بہتری پیدا کریں۔

مجلس خدام الاحمدیہ ایک ایسی تنظیم ہے کہ جو احمدی نوجوانوں میں دین کی خدمت اور قربانی کے جذبے کو ابھارنے کے لیے قائم کی گئی ہے۔ اسی طرح مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ ہمارے نوجوان نہ صرف اپنے اندر بلکہ تمام دنیا میں روحانی اور اخلاقی انقلاب برپا کرنے والے بن سکیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے خدام الاحمدیہ کی تنظیم صرف اس لیے قائم نہیں فرمائی تھی کہ نوجوان کچھ وقت کے لیے ایک جگہ جمع ہو جائیں بلکہ آپؓ کے سامنے اس تنظیم کے قیام کے بہت بڑے مقاصد تھے جن میں سے بعض کا مَیں نے مختصر اً ذکر بھی کیا ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ دینی اور روحانی مقاصد حاصل کرنے والی ایک ایسی تنظیم ہے جس کا دنیا میں قائم دیگر تنظیموں سے کسی طور موازنہ ممکن نہیں۔ پس بطور خدام الاحمدیہ آپ کا فرض ہے کہ آپ کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک مضبوط تعلق قائم ہو۔ آپ خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر بنی نوع کی ہمدردی اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں سرگرم رہیں۔ محبت اور حکمت کے ساتھ لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف بلائیں تا کہ تمام دنیا حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کرنے والی بن سکے۔

اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ آنحضور ﷺ کی اُس حدیث پر عمل کرنے والے ہوں گے کہ جو چیز اپنے لیے پسند کرو وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کرو۔

آج جب دنیا میں باہم اخوت کا جذبہ مفقود ہوتا جا رہا ہے اور بنی نوع کی ہمدردی محض دکھاوے یا درپردہ مقاصد کے حصول کے لیے کی جاتی ہے، بڑی طاقتوں کے دوہرے معیار اور دوغلے چہرے روز بروز ظاہر ہوتے چلے جا رہے ہیں، ایسے میں بطور احمدی نوجوان آپ کو دنیا سے خالص اور سچّی ہمدردی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

آپ کی کامیابی اس بات میں مضمر ہے کہ آپ کا ہر قدم خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اٹھنے والا ہو۔ آپ کی ذاتی خواہشات اور دنیاوی مقاصد کبھی بھی آپ کے دینی مقاصد کی راہ میں حائل نہ ہوں۔

مجلس خدام الاحمدیہ سے خطاب کرتے ہوئے ایک موقع پر سیّدنا

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا کہ احمدیوں کو محض اس بات پر خوش نہیں ہوجانا چاہیے کہ ہم نے انفرادی سطح پر اخلاق کے اعلیٰ معیار حاصل کر لیے ہیں بلکہ انہیں کوشش کرنی چاہیے کہ دوسروں میں بھی نیکی اور تقویٰ کی روح پیدا ہو سکے۔

پس ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنی چاہیے، ہر طرح کی ناانصافی، ظلم اور ناپسندیدہ باتوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر ہم ایسا نہیں کر سکتے تو دنیا میں انقلاب برپا کرنے کی باتیں ہمارے کھوکھلے نعرے ثابت ہوں گے۔ یاد رکھیں! انفرادی اور ذاتی اصلاح کا سفر اپنے گھر سے شروع ہوتا ہے۔

اس کے لیے سب سے پہلے ہمیں اپنے والدین کے حقوق ادا کرنے ہوں گے، اپنے اہلِ خانہ، بہن بھائیوں اور دیگر عزیز و اقارب کے حقوق ادا کرنے ہوں گے۔ اپنے شریکِ کار، دوستوں، اساتذہ اور ہم جلیسوں کے حقوق ادا کرنے ہوں گے۔ ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو ہر اس عمل سے روکنے والا ہو جو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے۔

بدظنی سے بچنا بھی ضروری ہے، اس سے دلوں میں کدورتیں پیدا ہوتی ہیں جو بڑھتے بڑھتے یہ معاشرے اور گھر کی اکائی میں دراڑوں کا باعث بن جاتی ہیں۔ پھر جھوٹ بھی گناہِ کبیرہ میں سے ہے اس سے بھی بچنا ضروری ہے۔ کبھی مذاق میں بھی جھوٹ سے کام نہیں لینا چاہیے،

آج سوشل میڈیا کے دور میں جھوٹ عام ہو چکا ہے اس لیے آج اس برائی سے بچنے کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔

اسی طرح لوگ معمولی معمولی مشکلات سے بچنے کے لیے بھی جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ اس سے بھی بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو شرک کے برابر رکھ کر اس کی مذمت فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جھوٹ بولنے کو منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ منافق جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب کسی سے معاہدہ کرتا ہے تو اس کا پاس نہیں رکھتا اور وعدہ خلافی کا مرتکب ہوتا ہے، اگر کسی سے لڑائی ہوجائے تو گالم گلوچ سے کام لیتا ہے۔ پس آپ کی سچائی کا معیار ایسا ہونا چاہیے کہ غیر بھی یہ گواہی دیں کہ احمدی نوجوان کبھی جھوٹ سے کام نہیں لیتے اور سچائی کے اعلیٰ ترین معیار پر قائم ہیں۔

یاد رکھیں کہ آپ نے کسی تنازعے کی صورت میں بھی سچائی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا اور کسی طور بھی ناجائز طریق سے کسی کی حق تلفی نہیں کرنی۔ سچ سے کام لیں خواہ اس میں آپ کا نقصان ہی ہوتا ہو۔

یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں کہ بالآخر ایک نہ ایک دن ہم نے اس جہانِ فانی سے گزر جانا ہے اور پھر ہم نے اپنے ہر ایک عمل اور فعل کا حساب دینا ہے۔ اس لیے زندگی کے ہر مرحلے پر سچائی سے کام لیں تاکہ خدا کے حضور آپ سرخرو ٹھہر سکیں۔ احمدی والدین کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ انہیں ہر حال میں سچائی سے کام لینا ہے، بظاہر معمولی سے مذاق میں بھی جھوٹ سے کام نہیں لینا، اگر احمدی والدین ایسا کریں گے تو تب ہی وہ اپنے بچوں کو سچائی پر قائم رکھنے والے ہوں گے۔ پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ آپ اپنے بچوں سے جو بھی وعدہ کریں اسے پورا کریں، ایسا وعدہ کریں ہی نہ کہ جسے پورا کرنا آپ کے لیے ممکن نہ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات، ملفوظات اور خطابات میں بار بار جھوٹ کی بہت ہی سخت ممانعت فرمائی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

”جب تک ایک شخص جھوٹ کو مکمل طور پر ترک نہ کر دے تو وہ خالص نہیں ہو سکتا۔“

اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ جھوٹ کے بغیر اس کا گزارا نہیں تو حقیقتاً یہ بڑا

ہی افسوسناک خیال ہے۔ آپؑ نے اس خیال سے سخت بیزاری کا اظہار فرمایا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ سمجھے کہ جھوٹ کے بغیر گزارا نہیں تو ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کو وہ اہمیت نہیں دیتے جو خدا تعالیٰ کا حق ہے۔ وہ نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ کے رحم اور فضل کے بغیر کوئی انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جھوٹ کی بتوں کے پوجنے سے مماثلت بیان فرمائی ہے۔ ہم تو ایک سانس بھی اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے بغیر نہیں لے سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہر سانس جو انسان لیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا ہی مرہونِ منت ہے اور جو شخص جھوٹ بولنے کے ارادے یا منصوبے بناتا ہے تو یقیناً وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ سچائی ترک کرنے سے انسان اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی حفاظت سے اپنے آپ کو دُور کر رہا ہوتا ہے۔ دنیا کے امن کے لیے خطرے کی اصل وجہ جھوٹ ہے۔ اگر جھوٹ نہیں ہوگا تو وہ مسائل جو دنیا میں آگ کی طرح پھیل رہے ہیں نہیں پنپیں گے۔ انہی اعمال کی وجہ سے یہ دنیا ایک گڑھے کی طرف جارہی ہے اور ناانصافی اپنے عروج پر ہے۔

لوگ اپنی جھوٹی عزت کی خاطر جھوٹ بولتے ہیں۔ ایک شخص نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف برائیوں سے بچنے کے لیے راہنمائی مانگی تو آپؐ نے فرمایا کہ جھوٹ چھوڑ دو۔

اگر سچائی کے ساتھ انسان وفا کرے، سچائی پہ قائم رہے تو انسان مزید نیکیاں کرنے کے بھی قابل ہوجاتا ہے اور مزید برائیوں سے بھی بچتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ:

میں تمام جماعت سے اور خاص طور پر خدام سے کہہ رہا ہوں کہ اجتماعی طور پر عہد کریں کہ آپ نے ہمیشہ ایمانداری اور سچائی پر قائم رہنا ہے اور جھوٹ سے اجتناب کرنا ہے۔ اجتماعی طور پر بھی ایک ایسی تحریک چاہیے جو سچائی کو قائم کرنے اور جھوٹ کو ترک کرنے کی ہو۔ اللہ کرے کہ تمام دنیا اس بات کی شاہد ہو اور گواہی دے کہ احمدی وہ ہیں جو کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔

ایک مرتبہ پھر میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ خلافت سے وفاداری اور اس کی اطاعت کو پلے سے باندھ لیں۔ آپ نے عہد کیا ہے کہ ہر معروف فیصلے پر خلیفہ وقت کی اطاعت کریں گے۔ معروف کیا ہے؟ معروف اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو آگے پہنچانے کا دوسرا نام ہے۔ خلیفہ وقت کبھی بھی اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے برخلاف بات نہیں کہے گا۔ اس لیے مسلسل اپنی حالتوں کا جائزہ لیں کہ آیا آپ اپنے عہد کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں؟ کیا آپ خلیفہ وقت کے معروف فیصلوں کی اطاعت کرنے والے ہیں؟

حضور انور نے قرآن کریم کے احکام کے مطابق نماز کو وقت پر ادا کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ نماز پوری توجہ، انہماک اور خشوع وخضوع کے ساتھ اپنے درست وقت پر ادا کریں۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ مساجد میں اور نماز سینٹروں میں حاضری کم ہے حالانکہ کئی ایسے خدام اور اطفال ہیں جو نماز سینٹرو مساجد میں آسکتے ہیں مگر نہیں آتے۔ پھر کئی ایسے ہیں جو فجر کی نماز کے لیے وقت پر بیدار نہیں ہوتے۔ خدام الاحمدیہ کو انفرادی اور اجتماعی ہر دو لحاظ سے اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے اور اللہ کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے والے ہوں گے۔ آپ کے ایمان اور ایقان میں ترقی ہوگی۔

حضورِ انور نے اس بات پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ اپنے دینی علم کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ اپنے دین اور اپنے عقائد کے بارے میں اپنے علم کو بڑھائیں۔ ان باتوں پر خاص توجہ دیں اور

ان پر غور کریں جو باتیں میں نے آج آپ سے کہی ہیں۔

سچائی کا دامن کبھی نہیں چھوڑنا۔ یاد رکھیں کہ ابدی ترقی اور فتح انشاءاللہ جماعت احمدیہ کا مقدر ہے اور یہ اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل کرنے سے ممکن ہوگا۔

ہمارے مخالف جو بھی کہیں، گالم گلوچ کریں، ظلم کریں، ہم نے کبھی بھی وہ نہیں کرنا جو وہ کر رہے ہیں۔ وہ کبھی بھی ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ اگر ہم سچائی کے اصولوں پر قائم رہنے والے ہوں گے تو ہم ایک سیسہ پلائی دیوار بن جائیں گے۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہمارا مقصد، ہماری اغراض اپنی ذات سے بہت بالاتر ہیں۔ ہم اپنے اغراض و مقاصد صرف نظمیں پڑھنے یا نعرے لگانے سے حاصل نہیں کر سکتے۔

ہماری ترقی کا ذریعہ ہمارے اعمال کی اصلاح اور اسلامی تعلیمات پر کاربند ہونے سے ہے۔

حضورِ انور نے خدام کو توجہ دلائی کہ نماز کے بعد ہونے والے مختصر درس کو بھی سننا چاہیے۔

حضورِ انور نے اپنے خطاب کا اختتام اس دعا پر فرمایا:

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہر خادم ہر طفل اس اجتماع سے اس مصمم ارادے کے ساتھ جائے کہ اس نے اپنے اندر اخلاقی تبدیلی پیدا کرنی ہے، انقلاب لانا ہے اور اپنے ہر عمل میں سچائی پیدا کرنی ہے۔ اللہ کرے کہ ہم سب کو ایسا کرنے کی توفیق حاصل ہو۔

حضور انور کا خطاب پانچ بج کر ۱۶/ منٹ تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کرائی۔ دعا کے بعد مختلف گروپس کی صورت میں اطفال و خدام نے ترانے پیش کیے۔ پانچ بج کر بیس منٹ پر حضور انور اجتماع گاہ سے تشریف لے گئے۔

(بشکریہ الفضل 26 ستمبر 2024ء)

***

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ يَوۡمٌ لَّا بَيۡعٌ فِيۡهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالۡكٰفِرُوۡنَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ۝ (البقرۃ:255)

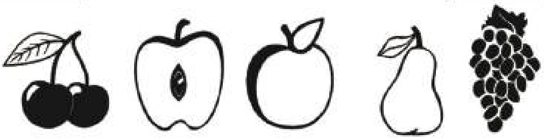

AHMAD FRUIT AGENCY
Commission & Forwarding Agents :
Asnoor, Kulgam (Kashmir)
Hqrt. Dar Fruit Co.
Kulgam
B.O. Ahmad Fruits
Mobiles : 9622584733,7006066375,9797024310

O.A. Nizamutheen Cell : 9994757172
V.A. Zafarullah Sait Cell : 9943030230
O.A.N. Doors & Steels
All types of Wooden Panel Doors, Skin Doors, Veeneer Doors, PVC Doors, PVC Cup boards, Loft & Kitchen Cabinet, TMT Rods, Cements, Cover Blocks and Construction Chemicals.

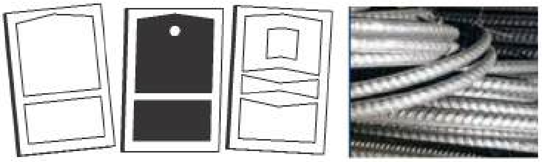

T.S.M.O. Syed Ali Shopping Complex, #51/4-B, 5, 6, 7 Ambai Road (Near Sbaeena Hospital) Kulavanikarpuram, Tirunelveli-627 005 (Tamil Nadu)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احباب جماعت احمدیہ سے توقعات

از مکرم ریحان احمد شیخ صاحب مربی سلسلہ

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام 1836ء یا 1837ء میں قادیان میں حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے ہاں جمعہ کے دن پیدا ہوئے (حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے رضی اللہ عنہ کی تحقیقات کی رو سے آپ علیہ السلام کی پیدائش 13 / فروری 1835ء ہے) جس زمانہ میں آپ پیدا ہوئے ہیں وہ نہایت جہالت کا زمانہ تھا اور لوگوں کی تعلیم کی طرف بہت ہی کم توجہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ آپ علیہ السلام سے بہت بڑا کام لینا تھا اِس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی تعلیم کا ذمہ خود لیا اور آپ علیہ السلام کے والد کے دل میں شوق پیدا کر دیا جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ اُس جہالت کے زمانہ میں بھی آپؑ کے والد محترم نے آپؑ کو اس زمانہ کے مناسبِ حال تعلیم دلائی۔

جب آپ علیہ السلام تعلیم سے فارغ ہوئے تو اپنے والد صاحب کے مشورہ سے آپ سیالکوٹ بحصول ملازمت تشریف لے گئے اور وہاں ڈپٹی کمشنر صاحب کے دفتر میں ملازم ہو گئے۔ مگر اکثر وقت علمی مشاغل میں ہی گذرتا اور ملازمت سے فراغت کے اوقات میں یا تو آپ خود مطالعہ کرتے یا دوسرے لوگوں کو پڑھاتے تھے یا مذہبی مباحثہ میں حصہ لیتے تھے۔ قریباً چار سال آپ سیالکوٹ میں ملازم رہے لیکن نہایت کراہت کے ساتھ مذکورہ عرصہ گزارا۔ آخر والد صاحب کے لکھنے پر فوراً استعفیٰ دے کر واپس قادیان آ گئے اور اپنے والد صاحب کے حکم کے ماتحت اُن کے زمینداری کے مقدمات کی پیروی میں لگ گئے۔

قریباً چالیس سال کی عمر میں مکالمہ الٰہیہ کا سلسلہ شروع ہوا جب کہ 1876ء میں آپ کے والد صاحب یکدفعہ بیمار ہوئے۔ گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس سے پہلے ایک مدت سے رؤیائے صالحہ ہو رہے تھے جو اپنے وقت پر نہایت صفائی سے پورے ہوتے تھے اور جن کے گواہ قادیان و گردونواح کے ہندو اور سکھ صاحبان تھے۔

براہین احمدیہ کا پہلا حصہ 1880ء میں شائع ہوا۔ پھر اِس کتاب کا دوسرا حصہ 1881ء میں اور تیسرا حصہ 1882ء اور چوتھا حصہ 1884ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب کی اشاعت کے بعد آپ کے دوست دشمن سب کو آپ کی قابلیت کا اقرار کرنا پڑا اور مخالفین اسلام پر ایسا رعب پڑا کہ اُن میں سے کوئی اِس کتاب کا جواب نہ دے سکا۔ مسلمانوں کو اِس قدر خوشی حاصل ہوئی کہ وہ بِلا آپ کے دعویٰ کے آپ کو مجدد تسلیم کرنے لگے اور اُس وقت کے بڑے بڑے علماء آپ کی لیاقت کا لوہا مان گئے۔

خلاصہ کلام یہ کہ براہین احمدیہ کا اثر رفتہ رفتہ بڑھنا شروع ہوا اور بعض لوگوں نے آپ کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ بیعت لیں لیکن آپ نے بیعت لینے سے ہمیشہ انکار کیا اور یہی جواب دیا کہ ہمارے سب کام خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ حتّٰی کہ 1888ء کا دسمبر آ گیا جب کہ آپ کو الہام کے ذریعے لوگوں سے بیعت لینے کا حکم دیا گیا اور پہلی بیعت

1889ء میں لدھیانہ کے مقام پر جہاں میاں احمد جان نامی ایک مخلص تھے۔ اُن کے مکان پر ہوئی اور سب سے پہلے حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اور اُس دن چالیس کے قریب آدمیوں نے بیعت کی۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ کچھ لوگ بیعت میں شامل ہوتے رہے۔ لیکن 1891ء میں ایک اور تغیر عظیم ہوا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام کے ذریعہ بتایا گیا کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام جن کے دوبارہ آنے کے مسلمان اور مسیحی دونوں قائل ہیں، فوت ہو چکے ہیں اور ایسے فوت ہوئے ہیں کہ پھر واپس نہیں آسکیں گے اور یہ کہ مسیح کی بعثت ثانیہ سے مراد ایک ایسا شخص ہے جو اُن کی خو بو پر آوے اور وہ آپ ہی ہیں۔ جب اِس بات پر آپ کو شرح صدر ہو گیا اور بار بار الہام سے آپ کو مجبور کیا گیا کہ آپ اِس بات کا اعلان کریں تو آپ کو مجبوراً اِس کام کے لیے اُٹھنا پڑا۔ قادیان میں ہی آپ کو یہ الہام ہوا تھا۔ آپ نے گھر میں فرمایا کہ اب ایک ایسی بات میرے سپرد کی گئی ہے کہ اب اِس سے سخت مخالفت ہوگی اِس کے بعد آپ لدھیانہ چلے گئے اور مسیح موعود ہونے کا اعلان 1891ء میں بذریعہ اشتہار کیا گیا۔ اس طرح 1889ء کے بیعت کے بعد سے جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ اس مختصر تمہید کے بعد خاکسار اپنے اصل مضمون کی طرف لوٹتا ہے کہ آخر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت بیعت لیتے ہوئے جماعت احمدیہ کا قیام تو ہو گیا لیکن اس جماعت کو قائم کرنے کے کیا مقاصد ہیں وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں بیان کروں گا تا کہ ہم احمدی احباب ان کو اپنی زندگی کا حصہ بناتے ہوئے دائمی طور پر ان پر عمل کرنے والے بن سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی فکر کا اظہار کچھ یوں فرمایا ہے کہ:

”میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جاوے جو سچی مومن ہو اور خدا پر حقیقی ایمان لائے اور اُس کے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر کاربند ہو اور اصلاح و تقویٰ کے رستے پر چلے اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ قائم کرے، تا پھر ایسی جماعت کے ذریعہ دنیا ہدایت پاوے اور خدا کا منشاء پورا ہو۔ پس اگر یہ غرض پوری نہیں ہوتی تو اگر دلائل و براہین سے ہم نے دشمن پر غلبہ بھی پالیا اور اُس کو پوری طرح زیر بھی کر لیا (یعنی فتح کر لیا) تو پھر بھی ہماری فتح کوئی فتح نہیں۔ کیونکہ اگر ہماری بعثت کی اصل غرض پوری نہ ہوئی تو گویا ہمارا سارا کام رائیگاں گیا۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ دلائل اور براہین کی فتح کے تو نمایاں طور پر نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور دشمن بھی اپنی کمزوری محسوس کرنے لگا ہے لیکن جو ہماری بعثت کی اصل غرض ہے، اس کے متعلق ابھی تک جماعت میں بہت کمی ہے اور بڑی توجہ کی ضرورت ہے۔ پس یہ خیال ہے جو مجھے آج کل کھا رہا ہے اور یہ اس قدر غالب ہو رہا ہے کہ کسی وقت بھی مجھے نہیں چھوڑتا۔“

(سیرت المہدی مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ جلد 1 حصہ اول صفحہ 236-235 روایت نمبر 258)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

”۔۔۔ یاد رکھو بُغض کا جدا ہونا مہدی کی علامت ہے اور کیا وہ علامت پوری نہ ہوگی۔ وہ ضرور ہوگی تم کیوں صبر نہیں کرتے۔ جیسے طبّی مسئلہ ہے کہ جب تک بعض امراض میں قلع قمع نہ کیا جاوے، مرض دفع نہیں ہوتا۔ میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہوگی۔ باہمی عداوت کا سبب کیا ہے؟ بخل ہے، رعونت ہے، خود پسندی ہے اور جذبات ہیں۔۔۔ ایسے تمام لوگوں کو جماعت سے الگ کر دوں گا جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے اور باہم محبت اور اخوت سے نہیں رہ سکتے۔ جو ایسے ہیں وہ یاد رکھیں کہ وہ چند روزہ مہمان ہیں۔ جب تک کہ عمدہ نمونہ نہ دکھائیں۔ میں کسی کے سبب سے اپنے اُوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا۔ ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو، وہ خشک ٹہنی ہے۔ اُس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے۔ خشک ٹہنی دوسری سبز شاخ کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر وہ اُس کو سرسبز نہیں کر سکتا

بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو میرے ساتھ وہ نہ رہے گا جو اپنا علاج نہ کرے گا۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 336۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ درد ہے جس نے آپ کو بے چین کر دیا تھا مختلف وقتوں میں آپ نے جماعت کو نصائح فرمائیں کہ احمدی کو کیسا ہونا چاہئے۔ دوسری کتابوں کے علاوہ ملفوظات جو آپ کی مجالس کی مختصر اًرپورٹس ہوتی تھیں، تفصیلی نہیں، اُس کی بھی دس جلدیں ہیں۔ اور ان دسوں میں سے کسی جلد کو بھی آپ لے لیں، اس میں آپ نے جماعت سے توقعات اور جماعت کو نصائح، عملی حالتوں کی تبدیلی کا مضمون مختلف حوالوں اور مختلف زاویوں سے ہر جگہ، ہر مجلس میں بیان فرمایا ہوا ہے۔ ان فکرمندی، نصائح اور توقعات کو اس مضمون میں ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ناچیز کو اس کا حق ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

آپ علیہ السلام سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے احمدی احباب کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

" اے میرے دوستو! جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو خدا ہمیں اور تمہیں ان باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جائے۔ آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو اور ایک ابتلاء کا وقت تم پر ہے۔ اسی سنت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے ہر یک طرف سے کوشش ہو گی کہ تم ٹھوکر کھاؤ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤ گے اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سننی پڑیں گی۔ اور ہر یک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دکھ دے گا اور خیال کرے گا کہ اسلام کی حمایت کر رہا ہے اور کچھ آسمانی ابتداء بھی تم پر آئیں گے تا تم ہر طرح سے آزمائے جاؤ۔ سو تم اس وقت سن رکھو کہ تمہارے فتح مند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ اگر تم نے یہی راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہونگی جن سے خدا نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے پر دو لعنتیں جمع کر لو۔ ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی بھی۔

یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت اگر خدا تعالیٰ کی لعنت ساتھ نہ ہو کچھ چیز نہیں۔ اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہئے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر وہی ہمارا دشمن ہو جائے تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا۔ ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو اس کا اُس نے بار بار مجھے یہی جواب دیا ہے کہ تقویٰ سے۔

سواے میرے پیارے بھائیو! کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔

سب سے اوّل اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر یک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہو گی۔ اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء۔ ہر یک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو۔ اور جیسا پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے۔ اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔

پھر بعد اس کے کوشش کرو اور نیز خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہشیں تمہارے اعضاء اور تمہارے تمام قویٰ کے ذریعہ ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہوں تا تمہاری نیکیاں کمال تک پہنچیں کیونکہ جو بات

دل سے نکلے اور دل تک ہی محدود رہے وہ تمہیں کسی مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو اور یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں اور اس نے تمہارے ہر ایک عضو اور ہر ایک قوت اور ہر ایک وضع اور ہر ایک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر ایک مرتبہ فہم اور مرتبہ فطرت اور مرتبہ سلوک اور مرتبہ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے۔سو تم اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مواخذہ کے لائق ہو گا۔

اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوُا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہو گا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائے گا۔ دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو کہ ایسے خیال کے لئے گڑھا درپیش ہے۔ بلکہ تم اس لئے اس کی پرستش کرو کہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے۔ چاہیئے پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جاوے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوب حقیقی اور محسن حقیقی راضی ہو جاوے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے۔

خدا بڑی دولت ہے اس کے پانے کے لئے مصیبتوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ وہ بڑی مراد ہے اس کے حاصل کرنے کے لئے جانوں کو فدا کرو۔عزیزو!! خدا تعالیٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے۔ایک بچے کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو۔ نماز پڑھو نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔اور جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا تو ایک رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہر وضو کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو بھی کرو اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو۔تب ان دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تا تم پر رحم کیا جائے۔

سچائی اختیار کرو سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں۔کیا انسان اُس کو بھی دھوکا دے سکتا ہے؟ کیا اُس کے آگے بھی مکاریاں پیش جاتی ہیں۔نہایت بدبخت آدمی اپنے فاسقانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے کہ گویا خدا نہیں۔تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور خدائے تعالیٰ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔

عزیزو!اس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے اور اس دنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے اور بے باکیاں پیدا کرتا ہے اور قریب قریب دہریت کے پہنچاتا ہے۔سو تم اس سے اپنے تئیں بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو اور بغیر چون و چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ جیسا کہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔

۔۔۔آنکھوں کے زنا سے اپنے تئیں بچاؤ اور اس ذات کے غضب سے ڈرو جس کا غضب ایک دم میں ہلاک کر سکتا ہے۔قرآن شریف یہ بھی فرماتا ہے کہ تو اپنے کانوں کو بھی نامحرم عورتوں کے ذکر سے بچا اور ایسا ہی ہر ایک ناجائز ذکر سے۔

۔۔۔مَیں کہتا ہوں کہ ناانصافی پر ضد کر کے سچائی کا خون نہ کرو۔حق کو قبول کر لو اگرچہ ایک بچہ سے اور اگر مخالف کی طرف سے حق پاؤ تو پھر فی الفور اپنی خشک منطق چھوڑ دو۔سچ پر ٹھہر جاؤ اور سچی گواہی دو۔جیسا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (سورۃ الحج آیت نمبر 31) یعنی بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ سے بھی کہ وہ بُت سے کم نہیں۔جو چیز قبلہ ٔحق سے تمہارا منہ پھیرتی ہے وہی تمہاری راہ میں بُت ہے۔

سچی گواہی دو اگرچہ تمہارے باپوں یا بھائیوں یا دوستوں پر ہو۔ چاہیئے کہ کوئی عداوت بھی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔۔۔

عزیزو!! اپنے سلسلہ کے بھائیوں سے جو میری اس کتاب میں درج ہیں

باستثنااس شخص کے کہ بعد اس کے خدائے تعالیٰ اس کو رد کر دیوے خاص طور سے محبت رکھو اور جب تک کسی کو نہ دیکھو کہ وہ اس سلسلہ سے کسی مخالفانہ فعل یا قول سے باہر ہو گیا تب تک اس کو اپنا ایک عضو سمجھو۔لیکن جو شخص مکّاری سے زندگی بسر کرتا ہے اور اپنی بدعہدیوں یا کسی قسم کے جور و جفا سے اپنے کسی بھائی کو آزار پہنچاتا ہے یا وساوس و حرکات مخالف عہد بیعت سے باز نہیں آتا وہ اپنی بدعملی کی وجہ سے اس سلسلہ سے باہر ہے۔اس کی پرواہ نہ کرو۔

چاہئے کہ اسلام کی ساری تصویر تمہارے وجود میں نمودار ہو اور تمہاری پیشانیوں میں اثر سجود نظر آوے اور خدائے تعالیٰ کی بزرگی تم میں قائم ہو۔اگر قرآن اور حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اس کو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔توحید پر قائم رہو اور نماز کے پابند ہو جاؤ اور اپنے مولیٰ حقیقی کے حکموں کو سب سے مقدم رکھو اور اسلام کے لئے سارے دکھ اٹھاؤ۔وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ''

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 546 تا 552 مطبوعہ 2021 بمقام برطانیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''میں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 504 ایڈیشن 1989)

قارئین کرام! ذرا ٹھہر کر غور کریں کہ ہم جو اپنے آپ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شمار کرتے ہیں کیا ہم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں؟ مگر افسوس کہ ہمارے افعال سے ثابت ہے کہ ہم خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے اگر ڈرتے تو مساجد ہماری گواہی دیتی کہ واقعی ہم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اور اس کے حکم اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ پر عمل کرتے ہیں۔

اپنی جماعت کو نصیحتاً فرماتے ہیں کہ:

سوائے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو

(کشتی نوح صفحہ 7 جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: ''خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونے سے لوگوں کو خدا یاد آوے اور جو تقویٰ اور طہارت کے اوّل درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو لیکن وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھ کر اور یہ کہہ کر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔پھر وہ اپنے گھروں میں جا کر ایسے مفاسد (یعنی جھگڑے، فتنے، فسادات۔ناقل) میں مشغول ہو جاتے ہیں کہ صرف دنیا ہی دنیا ان کے دلوں میں ہوتی ہے۔نہ ان کی نظر پاک ہے نہ ان کا دل پاک ہے اور نہ ان کے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے اور نہ ان کے پیر کسی نیک کام کے لئے حرکت کرتے ہیں اور وہ اس چوہے کی طرح ہیں جو تاریکی میں ہی پرورش پاتا ہے اور اسی میں رہتا اور اسی میں مرتا ہے۔وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ میں سے کاٹے گئے ہیں۔وہ عبث کہتے ہیں کہ ہم اس جماعت میں داخل ہیں کیونکہ آسمان پر وہ داخل نہیں سمجھے جاتے۔جو شخص میری اس وصیت کو نہیں مانتا درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اس کی ہستی پر آجائے اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہو جائے اور پلیدی اور حرامکاری کا تمام چولہ اپنے بدن پر سے پھینک دے اور نوع انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار ہو جائے اور اپنی تمام خودروی کو الوداع کہہ کر میرے پیچھے ہو لے۔مَیں اس شخص کو اس کتے سے مشابہت دیتا ہوں جو ایسی جگہ سے الگ نہیں ہوتا جہاں مردار پھینکا جاتا ہے اور جہاں سڑے گلے مردوں کی لاشیں ہوتی ہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 504 ایڈیشن 1989)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام دنیا کو عموماً نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’ہماری آخری نصیحت یہی ہے کہ تم اپنی ایمان کی خبرداری کرو۔ نہ ہو کہ تم تکبر اور لاپروائی دکھلا کر خدائے ذوالجلال کی نظر میں سرکش ٹھہرو۔ دیکھو خدا نے تم پر ایسے وقت میں نظر کی جو نظر کرنے کا وقت تھا۔ سو کوشش کرو کہ تا تمام سعادتوں کے وارث ہو جاؤ۔‘‘

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 325)

آپؑ مزید فرماتے ہیں کہ: جو لوگ مجھ سے سچا تعلق رکھتے ہیں وہ اگرچہ ہزار کوس پر بھی ہیں تاہم ہمیشہ مجھے لکھتے رہتے ہیں اور دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں موقع دے تا وہ برکات صحبت حاصل کریں۔ مگر افسوس کہ بعض ایسے ہیں کہ میں دیکھتا ہوں کہ قطع نظر ملاقات کے سالہا سال گذر جاتے ہیں اور ایک کارڈ بھی ان کی طرف سے نہیں آتا۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ ان کے دل مر گئے ہیں اور ان کے باطن کے چہرہ پر کوئی داغ جذام ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 503 ایڈیشن 1989)

❊❊❊

Prop : Mohammed Yahiya Ateeq
Cell : 9886671843
ಐ ಮೊಬೈಲ್ಸ್
I MOBILES
Authorised Service centre of
LAVA itel INTEX XOLO the next level Infinix TECNO Mobile spice
1st Floor Kallur Complex, Gandhi Chowk Yadgir - 585201.

HR
Sk. Anas Ahmad
Mob : 9861084857
9583048641
email : anash.race@gmail.com

H. R. ALUMINIUM & STEEL
We Deal with all Types of Aluminium & Steel Works

JMB Rice mill Pvt. Ltd.
At. Tisalpur, P.O. Rahanja, Bhadrak, Pin-756111
Ph. : 06784 - 250853 (O), 250420 (R)

’’انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتوہ حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے۔‘‘ (کلام امام الزمان)

Love For All Hatred For None
Sk. Zahed Ahmad
Proprietor
M/S
M.F. ALUMINIUM
Deals in :
All types of Aluminium, Sliding, Window, Door, Partitions, Structural Glazing and Aluminium Composite Panel

Chhapullia, By-Pass, Bhadrak, Orissa, Pin - 756100, INDIA
Mob 09437408829, (R) 06784-251927

مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کی بنیادی غرض

ہر قوم کی زندگی اس کے نوجوانوں سے وابستہ ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام اس مبارک ہستی کے ذریعہ ہوا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا تھا کہ وہ سخت ذہین وفہیم ہو گا اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ حضرت مصلح موعود صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے عالمگیر غلبہ اسلام کے لئے جن عظیم الشان تحریکوں کی بنیاد رکھی ان میں سے ایک اہم اور دور رس نتائج کی حامل عظیم الشان تحریک مجلس خدام الاحمدیہ ہے جس کا قیام 31 جنوری 1938ء کو عمل میں آیا۔

مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام

حضورؓ کو اپنے عہد خلافت کے ابتداء ہی سے احمدی نوجوانوں کی تنظیم و تربیت کی طرف ہمیشہ توجہ رہی کیونکہ قیامت تک اعلائے کلمۃ اللہ اور غلبۂ اسلام کے لئے ضروری تھا کہ ہر نسل پہلی نسل کی پوری قائم مقام ہو اور جانی اور مالی قربانیوں میں پہلوں کے نقش قدم پر چلنے والی ہو اور ہر زمانے میں جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کی تربیت اس طور پر ہوتی رہے کہ وہ اسلام کا جھنڈا بلند رکھیں۔

حضرت امیر المومنین نے اس مقصد کی تکمیل کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف انجمنیں قائم فرمائیں مگر ان سب تحریکوں کی جملہ خصوصیات مکمل طور پر مجلس خدام الاحمدیہ کی صورت میں جلوہ گر ہوئیں اور حضرت امیر المومنین کی براہ راست قیادت، غیر معمولی توجہ اور حیرت انگیز قوت قدسی کی بدولت مجلس خدام الاحمدیہ میں تربیت پانے کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کو ایسے مخلص، ایثار پیشہ، دردمند دل رکھنے والے، انتظامی قابلتیں اور صلاحتیں رکھنے والے مدبر دماغ میسر آگئے جنہوں نے آگے چل کر سلسلۂ احمدیہ کی عظیم ذمہ داریوں کا بوجھ نہایت خوش اسلوبی اور کامیابی سے اپنے کندھوں پر اٹھایا اور آئندہ بھی ہم خدا تعالیٰ سے یہی امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر نسل میں ایسے لوگ پیدا کرتا چلا جائے گا۔ ان شاء اللہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس مجلس کی بنیاد رکھتے ہوئے پیشگوئی فرمائی تھی کہ

''میں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری طرف سے (دشمن کے) ان کے حملوں کا کیا جواب دیا جائے گا۔ ایک ایک چیز کا اجمالی علم میرے ذہن میں موجود ہے اسی کا ایک حصہ خدام الاحمدیہ ہیں اور درحقیقت یہ روحانی ٹریننگ اور روحانی تعلیم و تربیت ہے...... بے شک وہ لوگ جو ان باتوں سے واقف نہیں وہ میری ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے کیونکہ ہر شخص قبل از وقت ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے جو وہ اپنے کسی بندے (کو) دیتا ہے...... آج نوجوانوں کی ٹریننگ کا زمانہ ہے اور ان کی تربیت کا زمانہ ہے اور ٹریننگ کا زمانہ خاموشی کا زمانہ ہوتا ہے۔ لوگ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ کچھ نہیں ہو رہا۔ مگر جب قوم تربیت پا کر عمل کے میدان میں نکل کھڑی ہوتی ہے تو دنیا انجام دیکھنے لگ جاتی ہے۔ درحقیقت ایک ایسی زندہ قوم جو ایک ہاتھ کے اٹھنے پر اٹھے اور ایک ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جائے دنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا کرتی ہے۔''

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 456-445 ایڈیشن 2007ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مجلس خدام الاحمدیہ کی تاسیس کے زمانہ میں واضح لفظوں میں اس کی غرض وغایت یہ بیان فرمادی تھی:۔

”میری غرض اس مجلس کے قیام سے یہ ہے کہ جو تعلیم ہمارے دلوں میں دفن ہے اسے ہوانہ لگ جائے بلکہ وہ اسی طرح نسلاً بعد نسلٍ دلوں دفن ہوتی چلی جائے۔آج وہ ہمارے دلوں میں دفن ہے تو کل وہ ہماری اولادوں کے دلوں میں دفن ہو اور پرسوں ان کی اولادوں کے دلوں میں۔یہاں تک کہ یہ تعلیم ہم سے وابستہ ہو جائے۔ہمارے دلوں کے ساتھ چمٹ جائے اور ایسی صورت اختیار کرے جو دنیا کے لئے مفید اور بابرکت ہو۔اگر ایک یا دونسلوں تک یہ تعلیم محدود رہی تو کبھی ایسا پختہ رنگ نہ دے گی جس کی اس سے توقع کی جاتی ہے۔“

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 446 ایڈیشن 2007)

مجلس خدام الاحمدیہ کا ابتدائی لائحہ عمل

ابتدائی مراحل سے گذرنے کے بعد خدام الاحمدیہ کا اس وقت کا لائحہ عمل حسب ذیل قرار پایا اور اس کے مطابق مجلس کا کام بھی مختلف شعبوں میں تقسیم کیا گیا:

- سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نوجوانوں کی تنظیم۔
- سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نوجوانوں میں قومی روح اور ایثار پیدا کرنا۔
- اسلامی تعلیم کی ترویج واشاعت۔
- نوجوانوں میں ہاتھ سے کام کرنے اور صاف ماحول میں رہنے کی عادت پیدا کرنا۔
- نوجوانوں میں مستقل مزاجی پیدا کرنے کی کوشش کرنا۔
- نوجوانوں کی ذہانت کو تیز کرنا۔
- نوجوانوں کو قومی بوجھ اٹھانے کے قابل بنانے کیلئے ان کی ورزش کا اہتمام۔
- نوجوانوں کو اسلامی اخلاق میں رنگین کرنا (مثلاً سچ، دیانت اور پابندی نماز وغیرہ)۔
- قوم کے بچوں کی اس رنگ میں تربیت اور نگرانی کہ ان کی آئندہ زندگیاں قوم کے لئے مفید ثابت ہوسکیں۔
- نوجوانوں کو سلسلہ کے کاموں میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لینے کی ترغیب وتحریص۔
- نوجوانوں میں خدمت خلق کا جذبہ۔
- نوجوانان سلسلہ کی بہتری کے لئے حتّی الوسع ہر مفید بات کو جامہ عمل پہنانا۔

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 557-556)

مجلس خدام الاحمدیہ کے بانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتداء سے ہی اس مجلس پر شفقت فرماتے ہوئے اس کی ہمیشہ راہنمائی فرمائی اور زریں ہدایات سے نوازا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی راہنمائی میسر آئی۔ آپؒ کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ کی نشوونما کے لئے بیش قیمت ہدایت عطافرماتے رہے اور مجلس ہر آنے والے دن میں بہتر سے بہتر کارکردگی کی راہ پر آگے بڑھتی رہی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نگرانی وراہنمائی میں مجلس خدام الاحمدیہ اپنے ترقی اور عروج کے ایک نئے دور میں داخل ہو چکی ہے۔ خدام الاحمدیہ سے متعلق خلفاء کرام کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بانیٔ تنظیم نے ارشاد فرمایا کہ

”خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض یہ تھی کہ نوجوانوں میں دینی روح پیدا کی جائے اور ان کے قلوب میں دین کے لئے اور بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے خدمت کرنے کا جذبہ پیدا کیا جائے۔“

(مشعل راہ جلد اول صفحہ 294)

اسی طرح ایک اور موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ

”خدام الاحمدیہ اس بات کو اپنے پروگرام میں خاص طور پر ملحوظ رکھیں کہ قومی اور ملی روح کا پیدا کرنا نہایت ضروری ہے۔اصولی طور پر ہر ایک سے یہ اقرار لیا جائے اور اسے بار بار دہرایا جائے۔“

(مشعل راہ جلد اول صفحہ 101)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں کہ

’’میں آج اپنے عزیز بچوں اور بھائیوں کو اس بنیادی حقیقت کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ تم اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت پیدا کرو اور ان بنیادوں پر ہی خدام الاحمدیہ کے سارے کاموں کی عمارت کھڑی کی جاتی ہے۔ اگر بنیاد نہ ہو تو پھر آپ ہوائی قلعے تو بنا سکتے ہیں لیکن وہ مضبوط قلعے نہیں بنا سکتے جن کے متعلق بعض دفعہ خدا تعالیٰ یہ اظہار کرتا ہے کہ میرا محبوب محمد ﷺ ان قلعوں میں پناہ گزین ہوتا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ صرف اس قلعہ میں پناہ گزین ہو سکتے ہیں صرف وہ قلعہ آپ کے دین کی حفاظت کرسکتا ہے صرف وہ قلعہ دشمن کے حملوں سے آپ کے لائے ہوئے اسلام کو بچا سکتا ہے۔ صرف اس قلعہ سے جوابی اور جارحانہ حملہ کیا جا سکتا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کے نام پر اور اللہ کے خوف اور خشیت کی بنیادوں کے اوپر کھڑا کیا جائے جو قلعہ ہوا میں بنایا جائے اس کے نتیجہ میں خیالی پلاؤ پکائے بھی جا سکتے ہیں اور شاید کھائے بھی جا سکیں۔ لیکن خیالی پلاؤ نے نہ آپ کو فائدہ دینا ہے اور نہ دنیا کو فائدہ پہنچانا ہے۔ ان بنیادوں کو مضبوط کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ ہر شخص کے لئے انفرادی طور پر اور جماعت کے لئے بحیثیت جماعت خصوصاً آنے والی نسلوں کو اس طرح تربیت دینا کہ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور خشیت اللہ سے وہ معمور ہوں، بڑا ضروری ہے۔ کیونکہ ہمارا کام ایک نسل پر پھیلا ہوا نہیں بلکہ کئی نسلوں نے اس کی تکمیل کرنی ہے۔ پس جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔ تو ہم یہ اعلان کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم ہر بڑے کا احترام کریں گے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص بڑے کا احترام نہیں کرتا وہ میری فوج کا سپاہی نہیں جب ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہے تو ہم یہ اعلان کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم چھوٹوں پر شفقت کرنے والے ہیں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور رحم کی نگاہ سے انہیں نہیں دیکھتا اور ان کی صحیح رنگ میں تربیت نہیں کرتا وہ میری فوج کا سپاہی نہیں ہے۔‘‘

(مشعل راہ جلد دوم صفحہ 54)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

’’عبادات کے کئی مراحل ہیں اور آپ جو خدام الاحمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں یہ آپ کا عبادت کا زمانہ ہے وہ لوگ جو جوانی میں عبادت نہیں کرنا جانتے ان کی بڑھاپے کی عبادتیں بھی بے کار ہوتی ہیں سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کا فضل غیر معمولی طور پر کسی کو توفیق عطا فرمائے۔ حقیقت یہ ہے کہ جوانی ہی وہ دور ہے جس میں عبادت کرنے کا مزہ بھی آتا ہے اور عبادت کرنے کی توفیق بھی زیادہ ملتی ہے، بڑھاپے میں تو کمزوریاں اور بیماریاں ہیں ہڈیاں دکھتی ہیں انسان خواہش بھی کرتا ہے تو بعض دفعہ آنکھ نہیں کھلتی، آنکھ کھلتی ہے تو دماغ سستی اور کمزوری کا شکار ہو چکا ہوتا ہے۔ طبیعت میں زور نہیں رہتا اور انسان اپنی عبادت میں جان نہیں ڈال سکتا۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے استثناء ہیں، جو استثناء آپ کو نظر آئیں گے ان میں سے اکثر وہ لوگ نظر آئیں گے جنہیں جوانی میں عبادت کی عادت پڑی تھی وہی عبادتیں ہیں جو پھر آگے بڑھاپے میں بھی ان کا ساتھ دیتی رہتی ہیں تو عبادت کرنے کی طرف توجہ کریں۔ اور بڑے اہتمام اور توجہ سے نماز باجماعت قائم کریں اور صرف نماز باجماعت ہی کو قائم نہ کریں بلکہ خدام کو بار بار یاد دہانی کروائیں کہ وہ نماز میں اللہ تعالیٰ کے تعلق کو ہمیشہ یاد رکھا کریں اور زندہ رکھا کریں۔‘‘

(مشعل راہ جلد سوم صفحہ 209)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدام الاحمدیہ کو ذاتی اصلاح کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ:

’’احمدیت کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں۔ معاشرے کے برے اثرات سے بچیں اور اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کریں۔ تعلیمی میدان میں مقام پیدا کریں، اچھا سائنسدان، ڈاکٹر، انجینئر اور ماہر زراعت احمدی نوجوانوں سے ملنا چاہئے۔ سخت محنت کی عادت ڈالیں، سستیاں ترک کر دیں، جہاں بھی کام کریں اس روح سے کام کریں تو کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ نظام جماعت سے وفادار رہیں، اپنے عہد کے مطابق

جان و مال اور وقت کی قربانی کے لئے تیار رہیں۔"
(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول صفحہ 161-160)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"خدام الاحمدیہ کے حوالے سے بتادوں کہ خدام الاحمدیہ کا ایک کام، بہت بڑا کام خلافتِ احمدیہ کی حفاظت بھی ہے اور اس کے لیے وہ عہد بھی کرتے ہیں۔ اور حفاظت یہ نہیں ہے کہ صرف عمومی کی ڈیوٹی دے دی یا حفاظتِ خاص کی ڈیوٹی دے دی۔ یہ کام تو اور دوسرے بھی کر سکتے ہیں۔ اصل حفاظت یہ ہے کہ خلیفۂ وقت کے الفاظ کو پھیلایا جائے۔ ان پر عمل کیا جائے۔ ان پر عمل کروایا جائے۔ اور نئی نسل کو سنبھالا جائے۔ صرف یہ دعویٰ کر لینا کافی نہیں کہ ہم دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ یہ لڑائی کا تو مسئلہ نہیں ہے۔ آج کل کی لڑائی، آج کل کا جہاد یہ ہے کہ باتوں پر عمل کیا جائے۔ اور یہی وہ اصل کام ہے جو خدام الاحمدیہ نے کرنا ہے۔ ہر قائد کا کام ہے، ہر زعیم کا کام ہے، ہر ناظم کا کام ہے، ہر مہتمم کا کام ہے اور صدر صاحب کا کام ہے۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ جو باتیں کہی جاتی ہیں۔"

(خطاب 25 اکتوبر 2019ء بمقام مہدی آباد جرمنی)
(بشکریہ الفضل آن لائن 25 فروری 2020)

Love For All Hatred For None
Nasir Shah (Prop.)
Gangtok, Sikkim
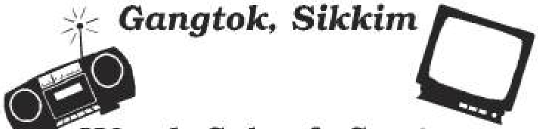
Watch Sales & Service
All kind of Electronics
Export & Import Goods &
V.C.D. and C.D. Players
are available here

Near Ahmadiyya Muslim Mission
Gangtok, Sikkim
Ph.: 03592-226107, 281920

NAVNEET
JEWELLERS

Ph.: 01872-220489 (S)
220233, 220847 (R)
CUSTOMER'S
SATISFACTION IS
OUR MOTTO
FOR EVERY KIND OF
GOLD & SILVER ORNAMENTS
(All kinds of rings & "Alaisallah" rings also sold here)
Navneet Seth, Rajiv Seth
Main Bazzar Qadian

NUSRAT
MOTORS RE-WINDING
Cell : 9902222345
9448333381

Spl. in :
All Types of Electrical Motor Re-Winding,
Pump Set, Starters & Panel Repairing Centre.
HATTIKUNI ROAD, YADGIR - 585201

گوشۂ ادب

خدامِ احمدیت

(کلام حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)

ہیں بادہ مست بادہ آشامِ احمدیت
چلتا ہے دورِ مینا وَ جامِ احمدیت
تشنہ لبوں کی خاطر ہر سَمت گھومتے ہیں
تھامے ہوئے سُبوئے گلفامِ احمدیت
خدامِ احمدیت، خدامِ احمدیت
جب دہریت کے دَم سے مسموم تھیں فضائیں
پھوٹی تھیں جا بجا جب اِلحاد کی وبائیں
تب آیا اِک منادی۔ اور ہر طرف صدا دی
آؤ کہ اِن کی زَد سے اسلام کو بچائیں
زورِ دعا دکھائیں، خدامِ احمدیت
پھر باغِ مصطفٰےؐ کا دھیان آیا ذُوالمِنَن کو
سینچا پھر آنسوؤں سے احمد نے اس چمن کو
آہوں کا تھا بلاوا پھولوں کی انجمن کو
اور کھینچ لائے نالے مُرغانِ خوش لحن کو
لَوٹ آئے پھر وطن کو، خدامِ احمدیت
چمکا پھر آسمانِ مشرق پہ نامِ احمدؑ
مغرب میں جگمگایا ماہِ تمامِ احمدؑ
وہم و گماں سے بالا عالی مقامِ احمدؑ

(کلام طاہر صفحہ ۱۴-۱۳ ایڈیشن ۲۰۰۴ء)

سائنس کی دنیا

Science

سمندر کی تہہ میں موجود 'انسانی تاریخ کے سب سے بڑے خزانے' کی ملکیت کی جنگ

گڈیون لانگ اسے دُنیا کی تاریخ کا سب سے قیمتی جہاز کا ملبہ کہا جاتا ہے۔

سان ہوزے نامی ہسپانوی بحری جہاز 300 برس قبل برطانیہ نے کولمبیا کی ساحلی پٹی پر تباہ کر دیا تھا۔ اس جہاز میں سونا، چاندی اور قیمتی ہیرے تھے جن کی مالیت آج کے حساب سے اربوں ڈالرز میں ہے۔

لیکن جب اسے سمندر کی تہہ میں ڈھونڈ نکالا گیا اس کے بعد سے ہی ایک بحث جاری ہے کہ آخر یہ خزانہ کس کی ملکیت ہے۔

کولمبیا اور سپین دونوں اس خزانے کی ملکیت کے دعوے دار ہیں۔ ان کے علاوہ ایک امریکی کمپنی اور جنوبی امریکہ میں کچھ گروہ کہتے ہیں کہ یہ خزانہ انھیں ملنا چاہیے۔

اس خزانے کی ملکیت کے حوالے سے کولمبیا اور امریکہ کی عدالتوں میں قانونی جنگ لڑی جا چکی ہے اور اب یہ مقدمہ ہیگ کی عالمی ثالثی عدالت کے سامنے ہے۔

کولمبیا کی حکومت کا کہنا ہے کہ وہ سان ہوزے کی باقیات کو سمندر سے نکال کر ایک عجائب خانے میں رکھنا چاہتے ہیں۔ دوسری جانب خزانے کی تلاش میں رہنے والے اس کی قیمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جو کہ 18 ارب امریکی ڈالر تک ہو سکتی ہے۔

تاہم ماہرین آثار قدیمہ کہتے ہیں کہ سان ہوزے سمیت پوری دنیا کے سمندروں میں جو ہزاروں تباہ شدہ جہاز موجود ہیں انھیں وہیں رہنے دینا چاہیے جہاں وہ موجود ہیں۔

سمندری تاریخ دان ہمیں بتاتے ہیں کہ سان ہوزے ایک قبرستان ہے اور اس کا احترام کیا جانا چاہیے: اس جہاز پر 600 افراد سوار تھے جو اسی کے ساتھ ڈوب گئے تھے۔

(https://www.bbc.com/urdu/articles/c1d50nn9gnro)

بنیادی مسائل کے جوابات
(قسط نمبر 53)

(مرتبہ: مکرم ظہیر احمد خان صاحب انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے بنیادی مسائل پر مبنی سوالات کے بصیرت افروز جوابات)

سوال: انڈیا سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تحریر کیا کہ خدا تعالیٰ کون ہے اور کیا ہے؟ Big Bang سے کائنات کا آغاز ہوا اور اس وقت سے کائنات خود بخود چل رہی ہے تو پوری کائنات ہی خدا ہے؟ کہا جاتا ہے کہ مرنے کے بعد ہم خدا تعالیٰ کے پاس چلے جاتے ہیں، یہ کس طرح ہوتا ہے؟ روح کی حقیقت کیا ہے اور جب جنت اور جہنم کائنات کے مختلف حصے ہیں تو کیا روح ان کے درمیان سفر کر سکتی ہے یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکتی ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ ۱۰؍ مارچ ۲۰۲۲ء میں ان سوالات کے درج ذیل جوابات عطا فرمائے۔ حضور نے فرمایا:

جواب: اسلامی تعلیمات، جن پر ہمارا کامل ایمان ہے ان کے مطابق خدا تعالیٰ کی ذات وہ ہستی ہے جو اس کائنات کے سارے نظام کو چلا رہی ہے۔ چنانچہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر چیز کو کسی نہ کسی ذات یا ہستی نے بنایا ہے اور سائنس بھی اس بات کو مانتی ہے کہ کائنات کی ہر چیز خود بخود نہیں ہے بلکہ اس کا کوئی نہ کوئی بنانے والا ضرور ہے۔ سائنس اسے نیچر کہتی ہے اور ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی بتائی ہوئی تعلیمات کے مطابق اس ہستی کو خدا تعالیٰ کی ذات مانتے ہیں۔

باقی خدا تعالیٰ کی لامحدود ہستی انسانی محدود علم سے بہت بالا اور برتر ہے۔ اس کے متعلق ہمارا ایمان وہی ہے جو قرآن کریم نے ہمیں عطا فرمایا ہے کہ قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمۡ یَلِدۡ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ۔ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ (سورۃ الاخلاص) یعنی تو کہہ دے کہ اللہ اپنی ذات میں اکیلا ہے۔ اللہ وہ ہستی ہے جس کے سب محتاج ہیں (اور وہ کسی کا محتاج نہیں)۔ نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے۔ اور اس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کی ہستی کے بارے میں فرماتے ہیں: ’’خدا اپنی ذات اور صفات اور جلال میں ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ سب اس کے حاجت مند ہیں۔ ذرہ ذرہ اس سے زندگی پاتا ہے۔ وہ کُل چیزوں کے لئے مبدء فیض ہے اور آپ کسی سے فیضیاب نہیں۔ وہ نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کسی کا باپ اور کیونکر ہو کہ اس کا کوئی ہم ذات نہیں۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۱۷)

’’تمہارا خدا وہ خدا ہے جو اپنی ذات اور صفات میں واحد ہے نہ کوئی ذات اس کی ذات جیسی ازلی اور ابدی یعنی انادی اور اکال ہے نہ کسی چیز کی صفات اس کی صفات کی مانند ہیں۔ انسان کا علم کسی

معلم کا محتاج ہے اور پھر محدود ہے مگر اس کا علم کسی معلم کا محتاج نہیں اور باایں ہمہ غیر محدود ہے۔‘‘

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۵۴، ۱۵۵)

’’یاد رکھو کہ انسان کی ہرگز یہ طاقت نہیں ہے کہ ان تمام دقیق در دقیق خدا کے کاموں کو دریافت کر سکے بلکہ خدا کے کام عقل اور فہم اور قیاس سے برتر ہیں۔ اور انسان کو صرف اپنے اس قدر علم پر مغرور نہیں ہونا چاہیے کہ اس کو کسی حد تک سلسلہ عِلَل و معلولات کا معلوم ہو گیا ہے کیونکہ انسان کا وہ علم نہایت ہی محدود ہے جیسا کہ سمندر کے ایک قطرہ میں سے کروڑم حصہ قطرہ کا۔ اور حق بات یہ ہے کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ خود ناپیدا کنار ہے ایسا ہی اس کے کام بھی ناپیدا کنار ہیں اور اس کے ہر ایک کام کی اصلیت تک پہنچنا انسانی طاقت سے برتر اور بلندتر ہے... ہم ایسے خدا کو نہیں مانتے جس کی قدرتیں صرف ہماری عقل اور قیاس تک محدود ہیں اور آگے کچھ نہیں بلکہ ہم اس خدا کو مانتے ہیں جس کی قدرتیں اس کی ذات کی طرح غیر محدود اور ناپیدا کنار اور غیر متناہی ہیں۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۸۰ تا ۲۸۲)

’’فلاسفر جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے آسمان اور زمین کو دیکھ کر اور دوسرے مصنوعات کی ترتیب ابلغ و محکم پر نظر کر کے صرف اتنا بتاتا ہے کہ کوئی صانع ہونا چاہیے مگر میں اس سے بلندتر مقام پر لے جاتا ہوں اور اپنے ذاتی تجربوں کی بنا پر کہتا ہوں کہ خدا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۵۷ مطبوعہ ۲۰۱۶ء)

۲۔ آپ کا دوسرا سوال انسان کی موت کے بارے میں ہے۔ تو موت کی حقیقت یہ ہے کہ پیدائش کے وقت اللہ تعالیٰ انسانی جسم میں جو روح ڈالتا ہے، وفات کے وقت وہ روح اس فانی جسم کو چھوڑ دیتی ہے۔ اور جسم اسی دنیا میں ہی رہ جاتا ہے۔ چاہے وہ انسان پانی میں ڈوب کر مرے، چاہے وفات کے بعد اس جسم کو زمین میں دفنا دیا جائے یا جلا دیا جائے یا درندوں پرندوں کو کھلا دیا جائے۔ اور انسانی روح دوسرے عالم میں جسے عالم برزخ کہا جاتا ہے چلی جاتی ہے، جہاں اسے اپنے دنیوی اعمال کے مطابق نور یا تاریکی کا ایک نیا جسم ملتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام روح اور جسم کے اس تعلق کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’جب یہ ناپائیدار ترکیب انسانی تفرق پذیر ہو جاتی ہے اور روح الگ اور جسم الگ ہو جاتا ہے اور جیسا کہ دیکھا گیا ہے جسم کسی گڑھے میں ڈال دیا جاتا ہے اور روح بھی ایک قسم کے گڑھے میں پڑ جاتی ہے... گو موت کے بعد یہ فانی جسم روح سے الگ ہو جاتا ہے مگر عالم برزخ میں مستعار طور پر ہر ایک روح کو کسی قدر اپنے اعمال کا مزہ چکھنے کے لئے جسم ملتا ہے۔ وہ جسم اس جسم کی قسم میں سے نہیں ہوتا بلکہ ایک نور سے یا ایک تاریکی سے جیسا کہ اعمال کی صورت ہو جسم طیار ہوتا ہے۔ گویا کہ اس عالم میں انسان کی عملی حالتیں جسم کا کام دیتی ہیں۔ ایسا ہی خدا کے کلام میں بار بار ذکر آیا ہے اور بعض جسم نورانی اور بعض ظلمانی قرار دیئے ہیں جو اعمال کی روشنی یا اعمال کی ظلمت سے طیار ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ راز ایک نہایت دقیق راز ہے مگر غیر معقول نہیں... لیکن جن کو عالم مکاشفات میں سے کچھ حصہ ہے وہ اس قسم کے جسم کو جو اعمال سے طیار ہوتا ہے تعجب اور استبعاد کی نگہ سے نہیں دیکھیں گے بلکہ اس مضمون سے لذت اٹھائیں گے۔ غرض یہ جسم جو اعمال کی کیفیت سے ملتا ہے یہی عالم برزخ میں نیک و بد کی جزاء کا موجب ہو جاتا ہے۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۰۳ اور ۴۰۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس اقتباس میں روح کے ایک قسم کے گڑھے میں پڑنے کا جو فرمایا ہے وہ دراصل سورت عبس کی

اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ۔(سورۃ عبس:۲۲) یعنی اللہ تعالیٰ ہر انسان پر موت وارد کرتا ہے اور پھر اسے قبر میں رکھتا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ دنیا میں ہر انسان کو مٹی کے ڈھیر والی قبر میسر نہیں آتی کیونکہ کروڑوں مردے جلائے جاتے ہیں اور دفن نہیں کیے جاتے۔ لاکھوں انسان ڈوب کر مرتے ہیں۔ ہزاروں انسانوں کو جنگل کے درندے کھا کر ختم کر دیتے ہیں۔ تو پھر ہر انسان کے متعلق یہ کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ اسے خدا قبر میں رکھتا ہے؟ یہاں قبر سے مراد وہ روحانی قیام گاہ ہے جہاں مرنے کے بعد اور کامل حساب کتاب سے پہلے انسان کی روح رکھی جاتی ہے۔

۳۔ باقی کسی روح کا جنت اور جہنم میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کا جہاں تک سوال ہے تو اس بارے میں پہلی بات تو یہ یاد رکھنی چاہیے کہ روح بھی اللہ تعالیٰ ہی کے حکم کے تابع ہے، اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرسکتی۔ چنانچہ یہود نے روح کے بارے میں جب حضور ﷺ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو فرمایا قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ۔ (سورۃ بنی اسرائیل:۸۶) یعنی انہیں کہہ دو کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے۔

دوسرا قرآن کریم میں اخروی زندگی میں مومنوں اور کافروں کے اعمال ناموں کے لیے دو الفاظ سِجِّيْن اور عِلِّيِّيْن آئے ہیں۔ ان الفاظ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سجّین کا لفظ جو کفار کے لئے استعمال ہوا تھا مفرد تھا مگر علّیین کا لفظ جو مومنوں کے لئے استعمال ہوا ہے وہ جمع کا لفظ ہے۔ اس فرق سے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ کافر کی سزا کو اللہ تعالیٰ بڑھاتا نہیں مگر مومن کے انعام کو بڑھاتا چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے کافر تو ایک ہی قید خانہ میں پڑا رہتا ہے لیکن مومن گھر بدلتا جاتا ہے۔ ایک گھر کے بعد اس سے اعلیٰ گھر اسے ملتا ہے اور اس کے بعد اس سے اعلیٰ گھر۔ اسی طرح خدا تعالیٰ اسے کئی دنیاؤں کی سیر کرا دیتا ہے اس لئے مومن کے گھر کئی ہوں گے اور کافر کا گھر ایک۔ (تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۱۱، ۳۱۲) پھر قرآن کریم میں اہل جنت اور اہل جہنم کا جہاں ذکر کیا گیا ہے، وہاں ان دونوں کے درمیان ایک روک کے حائل ہونے کا بھی ذکر کیا گیا، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ جنتی اور جہنمی ایک دوسرے سے نہیں مل سکیں گے۔ (سورۃ الاعراف:۴۷)

لیکن جہاں تک مختلف درجات والے جنتیوں کے آپس میں ملنے جلنے کا معاملہ ہے تو قرآن و حدیث میں جنت کے مختلف مقام اور مدارج کا تو ذکر ہوا ہے لیکن جنت کے ان مختلف مقام اور مدارج میں رہنے والوں کے آپس میں ملنے جلنے میں کسی روک ٹوک کا کوئی ذکر نہیں آیا۔ بلکہ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی ایمان کے معاملہ میں ان کے پیچھے چلی ہے ہم اعلیٰ جنتوں میں ان کی اولاد کو بھی ان کے ساتھ جمع کر دیں گے اور ان کے باپ دادوں کے عملوں میں بھی کوئی کمی نہیں کریں گے۔ (سورۃ الطور:۲۲)

پس قرآن کریم کے ان مضامین سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نیک روحیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاسکیں گی اور ایک دوسرے سے میل ملاقات کرسکیں گی۔ لیکن بد روحیں جو جہنم میں اپنی سزا بھگت رہی ہوں گی وہ اپنی سزا پوری ہونے تک اسی قید خانہ میں مقید رہیں گی اور جب ان کی سزا پوری ہوجائے گی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بدولت وہ بھی جنت میں چلی جائیں گے۔

سوال: یوکے سے ایک ڈاکٹر صاحبہ نے

Hormone patches, Contraceptive implant, Hormone depot injection, Pain killer gel, Deep freeze, Deep heat

جیسے طریق علاج کے روزہ کی حالت میں اختیار کرنے کے بارے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے استفسار کیا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ ۲۱/ مارچ ۲۰۲۲ء میں اس بارے میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔حضور انور نے فرمایا:

جواب: روزہ کی حالت میں کسی بھی طریق علاج کے استعمال کے سلسلہ میں چند اصولی باتیں یاد رکھنا بہت ضروری ہیں۔سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مریض اور مسافر کے متعلق حکم دیا ہے کہ وہ بیماری یا سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھیں اور مرض دور ہونے اور سفر ختم ہونے پر ہی ان روزوں کی تکمیل کریں۔اور جو شخص کسی دائمی مرض میں مبتلا ہو اور اسے کبھی بھی اپنے تندرست ہونے کی امید نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر وہ طاقت رکھتا ہے تو فدیہ دے دے۔ (سورۃ البقرۃ:۱۸۵)

لیکن اگر کسی شخص کو کوئی ایسی تکلیف ہو جس میں ڈاکٹروں کے نزدیک روزہ رکھنا اس انسان کی صحت کے لیے نقصان دہ نہیں تو وہ شخص اس بیماری میں روزہ رکھ سکتا ہے۔

ایسی بیماری میں اگر کسی قسم کی دوائی کے استعمال کی ضرورت ہو تو وہ دوائی صرف روزہ رکھنے سے پہلے یا روزہ کھولنے کے بعد ہی استعمال کی جا سکتی ہے۔ روزہ کے دوران ایسی کوئی بھی دوائی استعمال نہیں کی جا سکتی جو جسم کے اندر جاتی ہو۔البتہ اگر اس دوائی کا اثر صرف جلد پر ہو اور اس دوائی کا کوئی حصہ جسم کے اندر داخل نہ ہو تو روزہ کی حالت میں ایسی دوائی کے استعمال میں کوئی حرج کی بات نہیں مثلاً کسی تیل، کریم، Gel یا سپرے وغیرہ کی جلد پر مالش یا سپرے کرنا۔

ایسی دوائی جسے آپریشن یا انجکشن کے ذریعہ جسم کے اندر رکھا یا ڈالا جاتا ہے اور وہ دوائی جسم کے اندر آہستہ آہستہ Release ہوتی رہتی ہے تو ایسی دوائی بھی عام دوائیوں یا کھانے پینے کی اشیاء کی طرح روزہ رکھنے سے پہلے یا روزہ کھولنے کے بعد ہی جسم میں Inject کی جا سکتی ہے، روزہ کے دوران اسے جسم میں Inject کرنا جائز نہیں۔

سوال: نارووال پاکستان سے ایک معلم صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تحریر کیا کہ پلاسٹک وغیرہ کی ٹوپیاں مساجد میں رکھنا اور انہیں پہن کر نماز پڑھنا بدعت اور ناپسندیدہ عمل ہے یا نہیں؟ نیز نماز فجر کے فوراً بعد جبکہ درس قرآن ہو رہا ہو فجر کی سنتیں پڑھنا درست ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ جب قرآن کریم پڑھا جا رہا ہو تو اسے توجہ اور خاموشی سے سننا چاہیے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ ۲۸/ مارچ ۲۰۲۲ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا: جواب: مساجد میں حسب توفیق مناسب اور صاف ستھرا لباس پہن کر جانا چاہیے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسجدوں میں زینت کے سامان اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔(سورۃ الاعراف:۳۲) اس حکم میں دلوں کی روحانی صفائی کے ساتھ ساتھ کپڑوں اور بدن کی ظاہری صفائی بھی شامل ہے۔اس لیے جہاں تک ممکن ہو مساجد میں جاتے وقت مناسب لباس زیب تن کرنا چاہیے اور مناسب لباس میں سر کو ڈھانپنا بھی شامل ہے۔اسلام کے ہر دور میں بزرگان امت کا عمامہ، پگڑی یا ٹوپی کے ساتھ سر ڈھانپنا ان کی عام عادت رہی ہے۔احادیث میں بھی مختلف صحابہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ عمامہ کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔اسی طرح حضرت عمرو بن حریثؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے خطاب فرمایا اور آپ کے

سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔
(صحیح مسلم کتاب الحج باب جَوَازِ دُخُولِ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ)
پس مسجد میں پلاسٹک یا کپڑے وغیرہ کی کچھ صاف ستھری ٹوپیاں اس لیے رکھنا کہ اگر کوئی نمازی اپنی مرضی سے انہیں استعمال کرنا چاہے تو کر لے تو ایسا کرنے میں بظاہر کوئی حرج کی بات نہیں، بلکہ ایک اچھی بات کی طرف ترغیب کی کوشش ہے۔ بعض لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ننگے سر نماز نہ پڑھیں، انہیں اگر مسجد میں اس طرح ٹوپیوں کی سہولت مل جائے تو وہ خوشی سے اسے پہن کر نماز پڑھنا پسند کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی ضروری ہے کہ زبردستی کسی کو مجبور نہیں کیا جانا چاہیے کہ وہ ضرور یہ ٹوپی پہن کر نماز پڑھے۔

اس لیے اگر کوئی اپنی مرضی اور خوشی سے مسجد میں پڑی یہ ٹوپیاں پہننا چاہے تو اسے روکنا نہیں چاہیے اور اگر کوئی نہ پہننا چاہے تو اسے مجبور نہیں کرنا چاہیے۔

باقی جہاں تک آپ کے دوسرے سوال کا تعلق ہے تو درس کے دوران سنتیں پڑھنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ مساجد اللہ تعالیٰ کے ذکر، نماز پڑھنے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے کے لیے ہیں۔
(صحیح مسلم کتاب الطھارۃ بَاب وُجُوبِ غَسْلِ الْبَوْلِ وَغَيْرِهِ مِنَ النَّجَاسَاتِ إِذَا حَصَلَتْ فِي الْمَسْجِدِ)
پس مساجد میں یہ تمام کام ایک وقت میں بھی ہو سکتے ہیں اس طرح کہ کوئی شخص نوافل ادا کر رہا ہو، کچھ لوگ تلاوت کر رہے ہوں اور کچھ لوگ ذکر الٰہی کر رہے ہوں۔ لیکن ایسی صورت میں حضور ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ مسجد میں موجود لوگ ایک دوسرے کا خیال رکھیں اور ایک دوسرے سے بڑھ کر اونچی آواز میں تلاوت نہ کریں۔

(موطاامام مالک کتاب النداء للصلاۃ بَاب الْعَمَلِ فِي الْقِرَاءَةِ)
علاوہ ازیں احادیث میں حضور ﷺ کی یہ سنت بھی بیان ہوئی ہے کہ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد حضور ﷺ عموماً اپنا چہرہ مبارک صحابہ کی طرف کر لیا کرتے تھے۔ اس موقع پر بعض اوقات آپؐ صحابہ کو کوئی نصیحت بھی فرماتے۔ نماز فجر کے بعد آپؐ لوگوں سے یہ بھی فرماتے کہ اگر کسی نے گذشتہ رات کوئی خواب دیکھا ہو تو وہ اسے بیان کرے۔
(صحیح بخاری کتاب الاذان بَاب يَسْتَقْبِلُ الْإِمَامُ النَّاسَ إِذَا سَلَّمَ، کتاب الجنائز بَاب مَا قِيلَ فِي أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ۔ سنن ابن ماجہ المقدمہ بَاب اتِّبَاعِ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ)
پھر حدیث میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد بھی موجود ہے کہ تم میں سے جمعہ کے دن جو کوئی ایسے وقت میں مسجد آئے جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے دو رکعات اختصار کے ساتھ ادا کرے اور پھر خطبہ سننے کے لیے بیٹھے۔
(مسلم کتاب الجمعۃ باب التحیۃ والامام یخطب)
ان تمام احادیث سے پتا چلتا ہے کہ کسی شخص کے سنتیں پڑھنے کے وقت اگر امام درس شروع کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اگر یہ درست نہ ہوتا تو آنحضرت ﷺ جمعہ کے لیے دیر سے آنے والے شخص کو یہ حکم نہ دیتے کہ تم خطبہ کے دوران دو رکعات نماز پڑھ لو۔ اسی طرح درس کے دوران اگر کوئی شخص سنتیں ادا کرتا ہے تو یہ بھی قابل اعتراض بات نہیں کیونکہ نماز کے فوراً بعد سنتیں پڑھنا ضروری ہے، درس سننا ضروری نہیں۔ خصوصاً نماز فجر کے بعد جبکہ وقت کم ہو اور سورج نکلنے کا اندیشہ ہو تو فوری طور پر سنتیں ادا کرنی چاہئیں۔
باقی جہاں تک اس معاملہ کا انتظامی پہلو ہے تو میرے نزدیک اگر

Preventing impacts of electronic waste on child health

Symptoms and patterns: Electronic and electrical waste (e-waste) is the world's fastest growing waste stream. According to the Global E-waste Statistics Partnership (GESP), 62 million tonnes of e-waste were produced globally in 2022, but only 22.3% was documented as appropriately disposed of or recycled. E-waste contains valuable resources, such as gold and copper, and recycling these materials has become an important source of income for those working in the informal sector. E-waste also contains highly toxic materials, such as lead and cadmium, which are released into the environment through informal recycling activities.

Children are highly vulnerable to many of these toxic materials and several adverse health effects have been measured in children associated with e-waste recycling. In 2013, WHO launched the WHO Initiative on E-waste and Child Health, setting goals to protect child health from dangerous e-waste recycling.

(https://www.who.int/activities/preventing-impacts-of-electronic-waste-on-child-health)

درس ایسی نماز کے ساتھ ہو جس کے بعد بھی سنتوں کی ادائیگی مسنون ہو جیسے نماز ظہر، مغرب یا عشاء تو پھر سنتوں کی ادائیگی کے بعد درس دینا چاہیے لیکن اگر نماز کے بعد سنتیں نہ ہوں تو پھر نماز کے معاً بعد درس شروع کیا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں اگر کوئی شخص نماز فجر کی پہلے کی دو سنتیں فرض نماز کے بعد ادا کرتا ہے تو وہ درس کے دوران بھی ان سنتوں کی ادائیگی کر سکتا ہے۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 29 اپریل 2023ء)

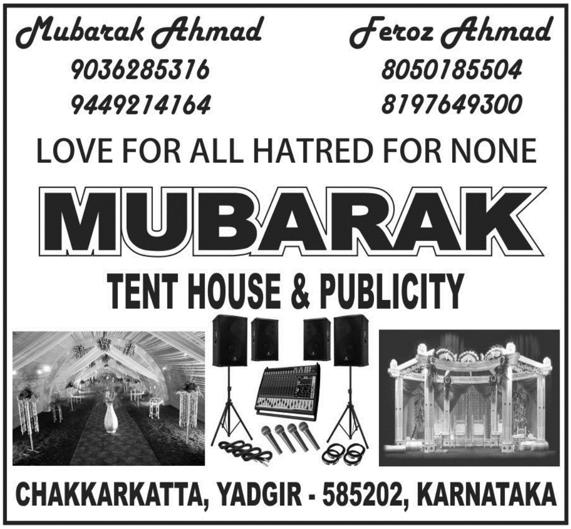

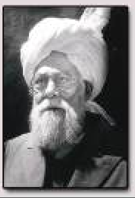

فتاویٰ مصلح موعودؓ

برتھ کنٹرول بوجہ کمی اجناس

بچوں کی پیدائش کو ضبط میں لانے کا مسئلہ ان لوگوں کے نزدیک درست ہے جو اول تو وطنیت کے پرستار ہیں۔ اسلام تو ساری دنیا کو ایک وجود قرار دیتا ہے۔ کس نے کہا کہ لوگ وطنیت کے پرستار ہو کر اپنے لئے مشکلات پیدا کرلیں۔ ان کو اپنا نقطہ نگاہ بدلنا چاہئے اور بین الاقوامی ذہنیت پیدا کرنی چاہئے۔ پھر ایک ملک میں آبادی کی زیادتی کے کوئی معنی ہی نہیں ہوں گے ساری دنیا کی زیادتی، زیادتی ہوگی اور جہاں تک دنیا کے پھیلاؤ کا سوال ہے ابھی دنیا کی آبادی کے بڑھنے کے لئے گنجائش باقی ہے۔

دوسرے یہ کہ اسلام اس کو تسلیم ہی نہیں کرتا کہ غذا کی پیداوار اتنی ہو رہی ہے جتنی کہ ہونی چاہئے۔ قرآن کریم کی بعض آیات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ غلہ تین چار سو من فی ایکڑ پیدا ہوسکتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ پیدا ہوسکتا ہے۔ لیکن اوسط پیداوار دنیا کی پانچ من ہے۔ اس کے تو یہ معنی بنتے ہیں کہ ابھی اس زمین کا غلہ جو کہ زیر کاشت ہے اس گنے بڑھایا جا سکتا ہے اور اگر ان زمینوں کو بھی شامل کرلیا جائے جو افریقہ، آسٹریلیا اور کینیڈا وغیرہ ممالک میں اور روس کے بعض حصوں میں خالی پڑی ہیں تو ان کو ملا کر تو غلہ غالباً موجودہ غلہ سے تین چار سو گنے زیادہ پیدا ہوسکتا ہے یا دوسرے لفظوں میں دنیا کی آبادی تین چار سو گنے ابھی بڑھ سکتی ہے۔ لیکن اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ کس نے کہا ہے کہ صرف زمین ہی ہمارے لئے غذا پیدا کرتی ہے۔ ممکن ہے کہ آئندہ سائنس ایسی ایجادیں کرلے جن کے ماتحت مصنوعی غذائیں تیار ہوسکیں یا سورج اور ستاروں کی شعاعوں اور روشنیوں سے غذائیں تیار کی جاسکیں پس پہلے اپنے ایک محدود علم کے ماتحت ایک نظریہ بنالینا اور پھر خدا کو اس کے تابع کرنا یہ کون سی عقل کی بات ہے۔ اسلام اس بات پر قطعی روشنی ڈالتا ہے کہ غذا کے خیال سے اولاد کو کم نہیں کرنا چاہئے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اور بعض باتیں ایسی ہوسکتی ہیں جن کی وجہ سے اولاد بند کی جائے مثلاً عورت ایسی بیماری میں مبتلا ہو کہ ڈاکٹر کہہ دیں کہ اس کو حمل ہونا اس کی جان کے لئے خطرناک ہے اس صورت میں اسلام بے شک اس کو جائز قرار دے دے گا۔

(الفضل ۱۵/اپریل ۱۹۵۲ جلد ۴۰ نمبر ۶ صفحہ ۲)

DIARY DOSE

آغاز میں جب بھی حضور سے پروگرام کے شرکاء کے سلسلہ میں رہنمائی کی درخواست کی گئی، ایسا لگا کہ حضور کی نظر کے سامنے اپنے تمام علماء موجود ہوتے ہیں موضوع کے اعتبار سے علماء کے نام ارشاد فرماتے۔ کوئی تجویز ہوتی تو منظور بھی فرمالیتے مگر بعض اوقات ساتھ فرماتے کہ فلاں صاحب اس موضوع پر اچھی بات کرلیں گے۔ بعض علماء کو پروگرام میں آئے کچھ وقت گزر جاتا تو یہ بھی حضور کو یاد ہوتا۔ فرماتے کہ ”۔۔۔ صاحب بڑی دیر سے نہیں آئے۔ کوئی پروگرام عیسائیت پر ہو تو ان کو بلالینا“۔ جب عرض کی کہ مثلاً سیرت حضرت مسیح موعودؑ پر پروگرام ہے۔ تو صرف یہاں لندن ہی کے نہیں بلکہ پاکستان کے علماء بھی مستحضر ہوتے کہ سیرت کو کون اچھا بیان کرسکتا ہے۔

پاکستان کے علماء کو پروگرام میں شامل کرنے کا جس روز حضور انور نے فیصلہ فرمایا، اس روز ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ”پاکستان میں انہیں روزمرہ غیر احمدی مسلمانوں سے واسطہ رہتا ہے۔ انہیں بہتر معلوم ہے کہ آج کل کون سے سوال زیادہ پوچھے جاتے ہیں۔ پھر پاکستانی لوگوں کے رجحان کا بھی انہیں بہتر پتہ ہے کہ کیسے جواب سے مطمئن ہوتے ہیں“۔

حضور کے سامنے علماء کے نام بطور تجویز پیش ہوتے۔ تین یا چار نام لکھ کر عرض کر دیتا کہ حضور ان میں سے یا جن کو حضور مناسب خیال فرمائیں، کوئی سے دو علماء کی منظوری عنایت فرمائیں۔ حضور کوئی سے دو ناموں کے ساتھ نشان لگا کر ان کی منظوری عنایت فرما دیتے۔ یا کوئی اور نام تحریر فرما دیتے۔ ایک صاحب کا نام تھا جس کے ساتھ کبھی منظوری کا نشان لگا ہوا نہ آیا۔ میں نے خیال کیا کہ ان کی منظوری نہیں آتی لہذا اُن کا نام لکھنا چھوڑ دیا۔ بعد میں ایک اور پروگرام شروع ہوا جس کی نوعیت مختلف تھی۔ اس کے لئے انہی صاحب کا نام حضور انور نے ازخود ارشاد فرمایا کہ ان کو بلالو۔ تو یہ بات ایک مرتبہ پھر معلوم ہوگئی کہ حضور کو صرف علماء کے نام ہی نہیں مستحضر ہوتے بلکہ ان کی قابلیت اور ان کے علمی رجحان کا بھی خوب علم ہوتا ہے کہ کب، کون، کہاں پر مناسب ہے۔

ایک بار عرض کی کہ راہِ ہدیٰ میں ایک غیر از جماعت کالر نے شکوہ کیا ہے کہ جب ہم ان کے لئے ”غیر احمدی کالر“ کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو انہیں اس سے ’غیریت‘ کا احساس ہوتا ہے۔ فرمایا ”تو نہ کہا کرو غیر احمدی۔ Non Ahmadi کہہ لیا کرو“۔ عادتاً کبھی زبان سے نکل گیا تو الگ بات ورنہ اس بات کا اہتمام کیا جاتا رہا ہے کہ انہیں غیر احمدی نہ کہا جائے۔

کرسچن مذہب سے تعلق رکھنے والوں کے لئے اردو میں ”عیسائی“ کی اصطلاح عام ہے اور کبھی بھی یہ اصطلاح ہتک آمیز خیال نہیں کی گئی۔ ایک کرسچن خاتون جرمنی سے بڑی باقاعدگی سے فون کرتیں اور سوالات پوچھتیں۔ ایک بار انہوں نے کہا کہ جس طرح آپ اپنے لئے ”قادیانی“ کی اصطلاح پسند نہیں کرتے، میں بھی عیسائی کہلوانا پسند نہیں کرتی۔ ہم مسیحی ہیں اور ہمیں اسی نام سے پکارا جائے۔ حضور نے فرمایا کہ انہیں مسیحی ہی کہا جائے مگر ساتھ یہ وضاحت بھی دے دینا کہ ہم قادیان سے منسوب ہونا باعثِ فخر سمجھتے ہیں مگر یہ ضرور کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کا نام جماعت کے بانی (علیہ السلام) نے جماعت احمدیہ رکھا تھا، لہذا من حیث الجماعت ہمارا حوالہ یہی نام ہے۔ یعنی حضور انور کو اسلام کے پیغام کو عام کرنے کی تڑپ تو سب سے زیادہ ہے ہی، مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ خیال رکھنا بھی سکھا دیا کہ ہماری کسی بھی بات سے ناظرین کی دل آزاری نہ ہو۔

پروگرام میں غیر مبائعین کا ذکر تھا۔ عادتاً انہیں پروگرام میں ’لاہوری‘ احمدی کہہ کر ذکر کیا گیا۔ ایک صاحب کا فون آیا کہ ہم نہیں پسند کرتے کہ ہمیں ’لاہوری‘ کہا جائے۔ ہدایت کی درخواست کی تو فرمایا کہ ”جو وہ پسند کرتے ہیں وہ کہہ لیا کرو۔ خود بھی بہت سے لاہوری احمدی خود کو لاہوری ہی کہتے ہیں۔ انہی کو کہو کہ بتادیں۔ جو کہیں وہ کہہ لیا کرو“۔ ان سے رابطہ کر کے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ ہمارا حوالہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے طور پر دیا جائے۔ سو آئندہ سے اس بات کی بھی احتیاط کی گئی۔

مقصد یہ کہ حضور انور نے ہمیں قدم قدم پر سمجھایا کہ محبت کو عام کرنا ہے، نفرت کو نہیں۔ جو کام محبت سے ہوتا ہے وہ دل دکھا کر نہیں ہوتا، بلکہ اُلٹا بُعد اور فاصلے بڑھتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک سوال کے جواب میں ہمارے ایک عالمِ دین نے ایسی بات بیان کر دی جو جماعتی موقف کو درست پر بیان نہیں کرتی تھی۔ ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو حضور انور نے فرمایا کہ میں نے خود بھی محسوس کیا تھا اور پھر ربوہ سے سلسلہ کے ایک عالم نے بھی بڑا زوردار خط لکھا ہے کہ یہ بات درست نہیں تھی۔ حضور نے فرمایا کہ آئندہ پروگرام میں درست موقف بیان ہو۔ جب اگلے پروگرام کے لئے شرکا کے بارہ میں پوچھا تو میرا خیال تھا کہ جن سے غلطی ہوئی ہے، حضور انہیں شامل نہیں فرمائیں گے۔ مگر فرمایا کہ انہی کو بلاؤ اور کہو کہ بات کو درست طور پر بیان کر دیں۔ یہ اور اس طرح کے بہت سے اور واقعات سے معلوم ہوا کہ حضور ربِّ غفور و رحیم کی محبت میں ہماری خطائیں معاف کرتے ہیں اور کرتے چلے جاتے ہیں۔ مگر وہاں تک جہاں تک سلسلہ کے کام پر آنچ نہ آتی ہو۔

غالباً ۲۰۰۸ کا جلسہ سالانہ تھا۔ جلسہ سے کچھ روز پہلے ارشاد موصول ہوا کہ خاکسار ایک پروگرام کرے جس کا سلسلہ تینوں دنوں پر محیط ہو۔ اس کے لئے ربوہ سے آئے ہوئے کچھ بزرگان کے نام بھی حضور نے پیغام میں ارشاد فرمائے تھے کہ پروگرام ان سب کے ساتھ ہو۔ نیز یہ بھی حکم تھا کہ حاضر ہو کر مزید ہدایات لوں۔ حاضر ہوا تو فرمایا کہ ان بزرگوں کے پاس جو معلومات ہیں وہ دنیا تک بھی پہنچیں، اس لئے ان بزرگان کے ساتھ پروگرام کر لینا۔ میں نے تجویز کے طور پر عرض کی کہ یہ دو صاحب ایک پروگرام میں، اور یہ دو دوسرے میں اور یہ دو تیسرے پروگرام میں رکھ لئے جائیں۔ فرمایا کہ پہلے پروگرام میں جن دو بزرگوں کو ایک ساتھ رکھ لیا ہے، ان میں سے ایک ہی بولے گا دوسرے صاحب تو بیٹھ کر سنتے رہیں گے اور تم سے ناراض ہوں گے کہ مجھے ویسے ہی بٹھالیا۔ لیکن ٹھیک ہے، اسی طرح کرلو۔

اب جب یہ پروگرام کیا گیا تو تقریباً وہی صورتحال بنتے بنتے بچی۔ مگر بچی بھی کیا، ایک صاحب کی بات اسقدر لمبی ہوگئی کہ دوسرے بزرگ چپ چاپ ان کی بات سنتے رہے۔ پھر میں نے کسی مناسب وقفہ کا انتظار کیا کہ جب بھی توقف ہو، میں دوسرے بزرگ سے سوال پوچھ لوں۔ میں بدقت ایسا کرنے میں کامیاب تو ہوگیا مگر پروگرام کے بعد دونوں بزرگ تشنگی کی شکایت لے کر سٹوڈیو سے نکلے۔ پھر اگلے روز کے پروگرام میں کچھ ترمیم کی اور جو صاحب کم بول پائے تھے، انہیں مزید وقت دیا گیا۔ جلسہ کے بعد ساری صورتحال عرض کی تو فرمایا کہ میں نے تو بتادیا تھا کہ ایسا ہی ہوگا، لیکن پھر میں نے سوچا تمہیں تجربہ بھی ہوجائے۔ اب بظاہر یہ معمولی بات نظر آتی ہے، مگر اس میں بھی مجھ ناتجربہ کار کو ایک ایسا سبق دیا جس کا خیال میں نے اس دن کے بعد سے ہمیشہ رکھا۔ کیونکہ سبق یہ تھا کہ پروگرام کے میزبان کو اپنے مہمانوں کی طبائع کا بھی کچھ علم ہونا ضروری ہے۔ ورنہ پروگرام اس کے قابو سے نکل جاتا ہے اور مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ اس کے بعد سے خود میں نے بھی یہ اہتمام کیا اور کرتا ہوں اور اپنے رفقاء کار میں سے جس کے سپرد بھی کسی پروگرام کی میزبانی کی ذمہ داری ہوئی، ان کے لئے بھی اہتمام کیا ہے کہ وہ اپنے شرکاء گفتگو سے پہلے مل کر شناسائی حاصل کرلیں اور اس موضوع پر پہلے گفتگو بھی کرلیں تاکہ اندازہ ہو کہ کون کتنی گفتگو کرے گا۔

راہِ ہدیٰ جب ''پرسیکیوشن نیوز'' اور پھر ''پرسیکیوشن'' کی منازل سے گزرتا ''راہِ ہدیٰ'' تک پہنچا تو اس پروگرام کا set وہی رہا۔ چہرے بھی کم و بیش وہی تھے جو پروگرام کے نام اور نوعیت کی تبدیلی سے پہلے آیا کرتے تھے۔ اس کے باعث تاثر پرانے پروگرام کا ہی رہا جو کہ لائیو نہیں ہوا کرتے تھے۔ ایک روز حضور انور نے فرمایا کہ ''تمہارا سیٹ تو وہی پرانا ہے، وہ نہیں بدلنا؟''۔ ظاہر ہے کہ یہ سوال ہاں یا نہ کا متقاضی تو تھا نہیں۔ منشاء مبارک معلوم ہوگیا تھا سو جو میز کرسیاں میسر تھیں انہی کو ملا جلا کر نئے سیٹ کی شکل دے دی۔ اس کے کچھ روز بعد حضور انور بیت الفتوح میں کسی جلسہ سالانہ سے بذریعہ ایم ٹی اے خطاب فرما کر ازراہِ شفقت ایم ٹی اے میں تشریف لائے۔ سٹوڈیو میں تشریف لے جاکر دریافت فرمایا کہ راہِ ہدیٰ کہاں ہوتا ہے؟ وہاں پروگرام کے نئے سیٹ کی ادنیٰ سی کوشش رکھی تھی۔ حضور انور نے معین طور پر ہدایات ارشاد فرمائیں کہ اس پروگرام کا سیٹ یوں ہو۔ پھر کاغذ اور قلم منگوا کر نقشہ بنا کر دکھایا کہ کچھ یوں ہو۔ ارشاد کی تعمیل میں پروگرام کا سیٹ حضور انور کے

منشاء کے مطابق بنانے کی کوشش کی گئی اور آج تک لندن سٹوڈیوز کا سیٹ وہی ہے جو حضور کے ارشاد پر بنایا گیا تھا۔ اس باریکی سے حضور کی توجہ دیکھ کر دل میں ایم ٹی اے کے پروگراموں کی اہمیت بھی کئی گنا بڑھ گئی، اور دل سے حضور کے لئے دعا بھی نکلی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس توجہ اور محبت کا حق ادا کرنے والا بنائے۔ آمین۔

دسمبر 2009 میں راہِ ہُدیٰ کو لائیو نشر ہوتے کوئی چھ ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا۔ حضور کی شفقت اور نگرانی میں پروگرام مستحکم ہو چکا تھا اور اس سے متعلق ابتدائی مسائل جنہیں انگریزی میں teething problems کہتے ہیں، حل ہو چکے تھے۔ پروگرام سے متعلق معاملات ایک معمول پر آچکے تھے۔ ایک روز راہِ ہُدیٰ میں جماعت احمدیہ کی تاریخ سے متعلق سوال آیا تو پروگرام کا رُخ جماعت کی تاریخ کی طرف مُڑ گیا۔ ایک روز ملاقات میں حضور انور نے پروگرام کا احوال سنتے ہوئے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کی تاریخ پر ایک الگ پروگرام شروع ہونا چاہیئے۔ نوجوان نسل کو جماعت کی تاریخ سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ نئے پروگراموں کی تیاری کے تعلق میں بھی حضور کی رہنمائی حاصل رہی۔ جس طرح ایک ماہر طبیب کو معلوم ہوتا ہے کہ میری دی ہوئی دوا سے جسم میں کیسے عمل اور ردِ عمل ہو سکتے ہیں، حضور کو بھی بڑا معین طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جس کو حضور کی طرف سے حوصلہ افزائی مل رہی ہے، اس کی امنگیں آسمان پر جا پہنچتی ہیں۔ وہ طرح طرح کے خواب سجاتا ہے اور دل کرتا ہے کہ سب کچھ ابھی اور اسی وقت ہو جائے۔ ایسے میں اس سے غلطیاں بھی سرزد ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ سو حضور نے آغاز ہی سے یہ بھی سکھا دیا کہ کام جوش سے نہیں بلکہ ہوش سے کرنا ہے۔

میرا تجربہ ہے کہ حضور کو کسی کام میں غیر ضروری عجلت ہرگز پسند نہیں۔ اس لئے جب بھی جوش اور جذبہ سے کوئی تجویز پیش کی گئی، حضور کی طرف سے ہمیشہ اس پر غور وخوض کی تلقین ہوئی۔ اور کون کون سے شعبے اس کام میں شامل ہوں گے، ان سے بھی پوچھو۔ جہاں ٹیکنیکل معاملات ہیں وہاں ٹیکنیکل شعبوں سے رابطہ کرو۔ کس دن یہ پروگرام کرنا مناسب ہے، شرکاء سے پہلے پوچھ لو وغیرہ۔ یہ اور ایسے انگنت ارشادات ہیں جنہوں نے ایک تڑپتے، پھڑکتے، اچھلتے، کودتے نوجوان کو آرام، سکون، غور، تدبر، تفکر، صبر اور تحمل کا درس دیا۔ اس سے فائدہ میں کس قدر کرسکا، یہ معاملہ خدائے ستّار کے سپرد کرتے ہوئے اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ یہ ادنیٰ غلام اپنے آقا کا اس احسان پر بے حد ممنون ہے۔ ورنہ ہمیں یہ سبق کہاں سے ملتا کہ ہر بار عشق کا بے خطر کود جانا ہی برمحل نہیں ہوتا، بلکہ عقل کی طرح کچھ دیر لبِ بام رک کر صورتحال کو سمجھ لینا بھی مفید ہوتا ہے۔ یہی متوسط راہیں ہیں جو آنحضرت ﷺ نے ہمارے لئے پسند فرمائیں اور یہی راہیں آج ہم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں دیکھ رہے ہیں۔

اب واپس آتے ہیں اس نئے پروگرام کی طرف جو جماعت احمدیہ کی تاریخ پر شروع کرنے کا ارشاد تھا۔ خاکسار نے ٹیکنیکل ڈیپارٹمنٹ سے مشورہ کیا۔ شرکاء کے نام تجویز کرنے سے پہلے شرکاء سے متعلق معلومات حاصل کیں۔ میزبان کی تلاش کی اور پھر حضور انور کی خدمت میں جب اگلی دفعہ حاضر ہوا، پروگرام کا خاکہ پیش کیا۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت رہنمائی فرماتے ہوئے اسے منظور فرمایا اور یہ پروگرام بھی شروع ہو گیا۔ اس پروگرام کا نام ”تاریخی حقائق“ حضور انور ہی کی عطا تھا۔ آغاز میں یہ پروگرام عزیزم شاہد محمود صاحب (واقفِ نو)، برادرم اعجاز احمد طاہر صاحب اور برادرم مشہود اقبال صاحب وقتاً فوقتاً پیش کرتے رہے۔ بعد کے کچھ پروگرام محترم عزیز بلال صاحب نے بھی پیش کئے۔ منشاء حضور انور کا یہ تھا کہ زیادہ لوگ پیش کریں تاکہ ہمارے پاس ہر وقت اردو پروگراموں کے میزبان تیار ہوں اور جب ضرورت پڑے، ان سے پروگرام پیش کروا لیا جائے۔ ابتدائی پروگراموں میں محترم منور احمد خورشید صاحب اور محترم نصیر احمد حبیب صاحب مہمان کے طور پر شامل ہوئے۔

یہ پروگرام جاری تھا اور ہر ہفتہ اس کی ریکارڈنگ نشر ہوتی تھی۔ جب گفتگو حضرت مصلح موعودؓ کے دور تک پہنچی تو میرے دل میں تو آیا کہ اپنے والد محترم عبد الباسط شاہد صاحب کا نام پیش کروں کہ انہیں سوانح فضل عمر کی آخری تین جلدیں مرتب کرنے کے توفیق ملی تھی، مگر اپنے والد کا نام پیش کرنے میں انقباض تھا کہ کہیں نامناسب نہ لگے۔ لیکن ایک روز ملاقات میں حضور انور نے فرمایا کہ ”اپنے ابّا کو کیوں نہیں بلاتے۔ انہوں نے تو سوانح فضل عمر پر بھی کام کیا ہوا ہے اور حضرت مصلح موعودؓ سے متعلق

اپنی ذاتی یادداشتیں بھی ہوں گی‘‘۔ میرے والد کو ریٹائر ہوئے اس وقت دس برس کا عرصہ بیت چکا تھا۔ مگر حضور انور کو نہ صرف وہ خود یاد تھے بلکہ ان کا کیا ہوا کام بھی اچھی طرح یاد تھا۔ اور بات صرف میرے والد ہی کی نہیں۔ پروگرام ’’تاریخی حقائق‘‘ کے لئے حضور انور نے وقتاً فوقتاً محترم بشیر احمد خان رفیق صاحب مرحوم کے بارہ میں بھی فرمایا کہ انہیں بلاؤ۔ پھر ایک مرتبہ محترم کمال یوسف صاحب کے بارہ میں اجازت مرحمت فرمائی کہ انہیں ناروے سے بلالیا جائے۔ وہ جب آئے تو ہم نے ان کے ساتھ ایک سے زیادہ پروگرام ریکارڈ کئے۔ مجھے یہ دیکھ کر معلوم ہوا کہ حضور کو صرف اپنے ’’حاضر سروس‘‘ ہی نہیں، بلکہ وہ علماء بھی یاد ہیں جو قواعد کی رُو سے تو ریٹائر ہو چکے ہیں، مگر موجود ہیں۔ حضور نے ان کی خدمات کا پاس بھی رکھ لیا اور ہمارے پروگرام کے لئے بہت اچھے علماء بھی میسر آ گئے۔

اس پروگرام کو جاری ہوئے کچھ وقت گزر گیا اور پروگرام معمول کے مطابق ریکارڈ ہونے اور چلنے لگا، تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور پروگرام کی بنیاد نصب فرمائی۔ یہ غالباً 2010 کی بات ہے۔ مغربی ممالک میں بہت سے چینل شروع ہو چکے تھے جو اسلامی چینل کہلاتے تھے۔ ان میں سے بعض لائیو کال کی سہولت بھی دیتے تھے۔ اس وقت اگرچہ راہِ ہُدیٰ ایم ٹی اے پر شروع ہو چکا تھا اور لائیو کالز کی سہولت بھی میسر تھی مگر چونکہ پروگرام کا مقصد اختلافی مسائل پر بحث کرنا تھا، سو فقہی نوعیت کے سوالات پوچھنے والوں سے معذرت کرنی پڑتی۔ خدشہ یہ ہوتا کہ جونہی موضوع سے ہٹا ہوا سوال لیں گے، بات اصل موضوع سے ہٹ کر کہیں کی کہیں نکل کھڑی ہو گی اور پھر دوبارہ پروگرام کی شیرازہ بندی کرتے کرتے وقت بہت لگ جائے گا۔

اب ہو یہ رہا تھا کہ غیر از جماعت چینلز پر بیشتر سوالات فقہی نوعیت کے پوچھے جا رہے تھے۔ حضور انور کے علم میں جب یہ بات آئی کہ بعض احمدی حضرات غیر از جماعت نام نہاد مسلم چینلز سے فقہی نوعیت کے مسائل سن رہے ہیں اور احتمال ہے کہ وہ وہاں بتائی جانے والی طرح طرح کی باتوں کو اپنا لیں گے تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فوری طور اجازت مرحمت فرمائی کہ فقہی مسائل پر ایک پروگرام کا آغاز کیا جائے۔ اس پروگرام کا نام بھی ’’فقہی مسائل‘‘ ہی طے پایا۔ برادرم محترم وسیم احمد فضل صاحب اس پروگرام کے میزبان قرار پائے اور ساتھ لندن سٹوڈیو سے برادرم محترم ظہیر احمد خان صاحب اور پاکستان سٹوڈیو سے مکرم و محترم مبشر احمد کاہلوں صاحب (مفتیٔ سلسلہ) شریک گفتگو ہوتے۔ ناظرین بذریعہ ای میل اپنے سوالات ارسال کرنے لگے اور ان کے جوابات دیئے جانے لگے۔ یوں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ سے دنیا بھر کے احمدی ناظرین کو فقہ احمدیہ کی روشنی میں مسائل کو سمجھنے کا موقع میسر آیا۔ قارئین جانتے ہی ہوں گے کہ فقہ ایک پیچیدہ نوعیت کا علم ہے۔ اس میں بحث کی گنجائش تو رہتی ہی ہے، مگر کج بحثی کا دامن بھی اس علم کے لئے خاصا وسیع ہے۔

اب یہاں ان چینلز کا احوال بھی سنتے چلیں جو خود کو اسلامی چینلز کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ وہاں فقہی نوعیت کے مسائل پر گفتگو ہوتی اور دن رات ہوتی کہ یہ عامۃ الناس کا من پسند موضوع ہے۔ اگر نماز کی پہلی رکعت جماعت کے ساتھ نہ ملے تو کیا کرنا ہے، روزہ میں تیزابی ڈکار آ جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا قائم رہتا ہے، اگر پاؤں کی چھنگلی پہ چوٹ لگی ہو تو وضو کرتے ہوئے پاؤں دھونا ہو گا یا نہیں، اور دونوں دھونے ہوں گے یا صرف مجروح انگلی والا پاؤں نہ دھویا جائے وغیرہ وغیرہ۔ اب ان چینلز پر بیٹھے علماء میں سے کوئی ایک جواب دیتا تو دوسرا وہیں اختلاف کرتا، کبھی تیسرا کہتا کہ دونوں موقف ہی درست نہیں، اصل بات یہ ہے جو میں پیش کرنے لگا ہوں۔ کبھی ایک چینل دوسرے چینل پر الزام لگاتا کہ انہوں نے فلاں مسئلہ کا جواب درست نہ دیا اور اصل بات یہ ہے جو آج ہمارے علماء یہاں پیش کریں گے اور وہاں بھی علماء باہم الجھ جاتے۔

تو یہاں ایم ٹی اے پر جب پروگرام فقہی مسائل شروع ہوا تو خلافت کی اہمیت اور برکات کا ایک اور پہلو بھی روشن ہو کر سامنے آیا۔ اگر کہیں محسوس ہوتا کہ ہمارا موقف اتنا واضح اور تسلی بخش نہیں جتنا ہونا چاہیئے تو اس مسئلہ کو لے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ یا تو حضور اسی وقت رہنمائی فرما دیتے یا پھر فرماتے کہ اس پر دارالافتاء کو کہو کہ مجھے رپورٹ بھجیں۔ دارالافتاء کی طرف سے رپورٹ پیش ہوتی۔ کبھی حضور اس کی بنا پر فیصلہ فرماتے کبھی ملاحظہ فرما کر فرماتے کہ یوں نہیں بلکہ بات کو یوں بیان کیا جائے۔ بعض مسائل پروگرام میں بیان ہوئے اور ناظرین میں سے کسی نے حضور انور کی خدمت میں خط لکھ دیا کہ بات واضح نہیں ہو سکی۔ حضور

انور نے اس پر از خود نوٹس لے کر مسئلہ کا حل بیان فرمایا اور ہمیں عطا کیا کہ اسے اس طرح پروگرام میں بیان کر دیا جائے۔

اس پروگرام کے مسائل حضور کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے بڑے ایمان افروز تجربات بھی ہوئے جن سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور انور کو فقہ کے علم کا بھی ایک خاص درک عطا فرما رکھا ہے۔ خلافت کے منصب پر فائز ہونے سے قبل حضور انور کو قضا کے معاملات کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ پھر ایک طویل عرصہ فقہ احمدیہ کا ارتقا خلافت سے بھی پہلے حضور کے سامنے ہوتا رہا ہے۔ قرآن، حدیث، فرمودات حضرت مسیح موعودؑ اور ارشادات خلفاء حضرت مسیح موعودؑ آپ کے سامنے یا تو مستحضر ہوتے ہیں یا پھر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کہاں اس کا سراغ مل سکتا ہے۔ مگر جو ادارہ یا شعبہ جس مقصد کے لئے قائم ہے، اسے حضور خدمت کا موقع ضرور عطا فرماتے ہیں اور ان کی طرف سے تجاویز منگوانے کا اہتمام بھی دیکھا اور اس اہتمام کے ذریعہ ان ادارہ جات اور شعبہ جات کی تربیت، پرورش اور نشو و نما کا کام ہوتا بھی دیکھا۔

اب اس پروگرام کو شروع ہوئے کچھ ماہ کا عرصہ گزرا تھا کہ ماہِ رمضان آ گیا۔ اب یہاں یہ دلچسپ بات بھی بیان کرتا چلوں کہ اس وقت تک میرا خیال یہی رہا کہ پروگرام فقہی مسائل کا آغاز اس دن ہوا جس دن اس نام سے پہلا پروگرام نشر ہوا۔ مگر جونہی ماہِ رمضان آیا تو مجھے یاد آیا کہ اس پروگرام کا سنگِ بنیاد تو حضور پہلے نصب فرما چکے تھے۔ ہوا یوں تھا کہ گزشتہ رمضان میں حضور انور کی اجازت سے ناظرین کے سوالات کے جوابات دینے کے لئے ایک لائیو پروگرام ''الصیام'' کے نام سے نشر کیا گیا تھا۔ یہ پروگرام صرف رمضان کے مہینہ کے لئے ہفتہ وار تھا اور اس میں ناظرین کو رمضان سے متعلق مسائل دریافت کرنے کا موقع ملا تھا۔ یہ پروگرام برادرم محترم ظہیر احمد خان صاحب نے پیش کیا تھا اور ساتھ ان دنوں محترم مبشر کاہلوں صاحب تشریف لائے ہوئے تھے، وہ بطور مہمان شامل ہوئے۔

تو اب کے جب رمضان آیا تو حضور انور کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ ''فقہی مسائل'' کو لائیو نشر کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ حضور کی اجازت سے تب سے یہ پروگرام ہر رمضان میں لائیو نشر ہونے لگا اور لوگ ماہِ رمضان سے متعلق اپنے مسائل پوچھ کر جوابات حاصل کرنے لگے۔

ہر پروگرام کی ایک طبعی عمر ہوتی ہے۔ اس پروگرام میں بھی کچھ سال بعد محسوس ہونے لگا کہ اب سوالات میں یکسانیت سی آ رہی ہے۔ معاملہ حضور انور کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضور کی رہنمائی سے اس پروگرام کا scope بڑھایا اور اس کا نام ''دینی و فقہی مسائل'' کر دیا گیا، اس گنجائش کے ساتھ کہ لوگ عام دینی نوعیت کے سوالات بھی پوچھ سکیں۔ یوں پروگرام کی نئی شکل بنی جو آج کل آپ ایم ٹی اے پر ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اس نئی شکل میں برادرم محترم داؤد احمد عابد صاحب، برادرم منصور احمد ضیاء صاحب اور ربوہ سے محترم انتصار احمد نذر صاحب بھی شامل ہونے لگے۔

تو 2010 میں یہ پروگرام شروع ہو کر مستحکم ہو چکا تھا۔ معمول کے مطابق اس کی ریکارڈنگ ہوتی اور بدھ کے روز نشر ہو جاتا۔ اب تک جن تین پروگراموں کا ذکر کیا گیا ہے، وہ تمام اردو زبان کے پروگرام تھے۔ جب بھی پروگراموں کی بات ہوئی، حضور کے ارشادات سے ہمیشہ نوجوان نسل کے لئے توجہ اور فکر نظر آئی۔ اس وقت تک برادرم عمر سفیر صاحب Real Talk کے نام سے پروگرام شروع کر چکے تھے۔ اس پروگرام میں سماجی مسائل اور ان پر جماعت احمدیہ مسلمہ کے نکتہ نظر پر گفتگو ہوتی۔ اس پروگرام کی معراج وہ اقساط تھیں جن میں سیدنا حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے قیام غانا پر تیار کی گئیں۔ غانا سیریز نے وہ پذیرائی حاصل کی کہ کم کسی پروگرام کو حاصل ہوئی ہوگی۔ پھر پروگرام Faith Matters کا ظہور بھی ہو چکا تھا جس میں ہمارے علماء دنیا بھر سے آئے ہوئے سوالات کے جوابات انگریزی میں پیش کرتے تھے۔ یہ پروگرام بھی بہت مقبول تھا اور آج بھی ہے۔

مگر ایسا انگریزی پروگرام جس میں جماعت احمدیہ کے عقائد پر نوجوانوں کے سوالات کے جوابات نوجوان ہی دیں، موجود نہیں تھا۔ اور یہی سبب Beacon of Truth نامی پروگرام کے ظہور میں آنے کا باعث بنا۔ اس کی کچھ تفصیل گزشتہ مضمون میں آ چکی ہے۔

تاہم، یہ پروگرام حضور انور کی رہنمائی میں یوں شروع ہوا کہ اس میں

شرکاءِ گفتگو صرف جامعہ احمدیہ یوکے کے طلباء ہوں۔ پروگرام انگریزی میں ہو، تاکہ مغربی ممالک میں سکونت رکھنے والے احمدی نوجوان اپنی زبان میں اپنی طرز پر سوالات کے جوابات حاصل کرسکیں۔ پہلا پروگرام ریکارڈ ہو کر حضور انور کی خدمت میں پیش ہوا تو حضور انور نے بڑی شفقت فرمائی اور پروگرام کو پسند فرمایا۔ یہ نوجوان جو حضور کی گود میں مثلِ طفلِ شیر خوار پل بڑھ کر جوان ہوئے تھے، اپنی نسل کو جماعت احمدیہ مسلمہ کے عقائد سے روشناس کروانے لگے۔ ان کے ساتھ ساتھ سوالات کو ای میل وغیرہ سے یکجا کرنے کا کام بھی طلبا جامعہ کے سپرد ہوا۔ پروگرام آغاز میں ریکارڈ کر کے پیش کیا جاتا تھا اور اس میں حاضرین یعنی سٹوڈیو آڈئینس بھی ہوتی تھی۔ اس آڈئینس کے لئے حضور انور نے رہنمائی فرمائی کہ مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کے تعاون سے مختلف مجالس کو دعوت دی جائے۔ یوں مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے تعاون سے سٹوڈیو آڈئینس میں ایک تنوع آیا اور پروگرام نے بہت دلچسپ رنگ اختیار کرلیا۔

حضور انور کی رہنمائی سے ایک تدبیر یہ بھی کی گئی کہ اس آڈئینس کو موقع دیا جاتا کہ وہ پروگرام کے دوران اپنے سوالات پینل میں شامل نوجوانوں سے براہِ راست پوچھیں۔ خاکسار آڈئینس سے الگ میٹنگ کرتا اور انہیں بتاتا کہ پروگرام کا موضوع کیا ہے تاکہ وہ سوالات اس کے مطابق تیار کرلیں۔ مگر ان سوالات سے پینل کو آگاہی نہ دی جاتی تاکہ وہ اسی وقت سوال سن کر فی البدیہہ اس کا جواب پیش کریں۔ یوں پروگرام میں نیچرل رنگ اور ناظرین کی دلچسپی برقرار رہتی۔

خدا کے فضل سے میرا ہمیشہ سے یہ ایمان رہا ہے کہ خلیفہ ٔوقت کی نظر بھی اپنے اندر ایک کرشماتی فیض رکھتی ہے۔ اس نظر سے ہی دلوں کی بہت سی میل اتر جاتی اور زندگی کی رمق پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر انسان اپنے کام میں بہتری چاہتا ہے تو اپنے رفقاءِ کار کا تعلق حضرت خلیفۃ المسیح سے استوار کروانے کے لئے اسے خود بھی کوشش کرنی چاہیئے اور انہیں بھی اس طرف توجہ دلاتے رہنا چاہیئے۔ اگر ایسا نہیں ہوگا تو آپ کے رفقاءِ کار اس چشمہ ٔفیض سے محروم رہیں گے اور کام آپ کا اپنا ہی متاثر ہوگا۔ اس لئے ان کے لئے بھی اور اپنے کام کی بہتری کے لئے بھی ضروری ہے کہ انہیں بھی اس نور سے حصہ دلایا جائے جس کی نرم اور دلگیر روشنی میں ہم سب راستہ دیکھنے اور اس پر چلنے کے قابل ہیں۔ بیکن آف ٹروتھ کی اس ٹیم کے لئے خاکسار نے حضور انور سے درخواست کی کہ میں انہیں لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت اجازت مرحمت فرمائی اور ملاقات کا شرف بخشا۔ یہ نوجوان حضور انور سے براہِ راست رہنمائی حاصل کر کے پھولے نہیں سماتے تھے۔ اس ایک ملاقات کے بعد ان سب نوجوانوں کے کام میں اللہ نے بہت برکت عطا فرمائی۔ یہ سب اس وقت جامعہ احمدیہ یوکے کے طلباء تھے، مگر اس پروگرام کے باعث کبھی ان کے معمول اور ان کے حصولِ تعلیم میں کوئی خلل واقع نہ ہوا۔

یہی پروگرام حضور انور کی شفقت کے نتیجہ میں لائیو پیش ہونے لگا۔ جس روز پہلی مرتبہ یہ پروگرام لائیو پیش ہونا تھا، اس سے ایک روز پہلے پروگرام کے میزبان کی طبیعت شدید خراب ہوگئی۔ پیٹ خراب اور تیز بخار۔ اگلے دن لائیو پروگرام کی تیاری تھی اور ادھر یہ مشکل آن کھڑی ہوئی۔ اگلے روز صبح ملاقات تھی۔ اس وقت تک بھی طبیعت بہتر نہ ہوئی تھی۔ میں نے ملاقات میں عرض کر دی کہ میزبان صاحب تو اسہال سے نڈھال ہوئے بیٹھے ہیں، اگر اجازت ہو تو کسی متبادل پریزینٹر سے پروگرام پیش کروالیا جائے۔ حضور انور نے بڑی شفقت سے فرمایا کہ اب اس وقت متبادل پریزینٹر کہاں ڈھونڈو گے۔ تیاری کا بھی وقت نہیں۔ اُس کو کہنا یہ ہومیوپیتھی کی دوائی استعمال کرے، ٹھیک ہو جائے گا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جس طرح امتحانوں کی گھبراہٹ سے لوگوں کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے، اسی طرح اس نے بھی پریشر لے لیا ہے۔ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

ملاقات سے نکلا اور دوائی لے کر میزبان صاحب کو پہنچائی۔ ساتھ حضور انور کا پیغام بھی۔ دونوں چیزوں نے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ایسا رنگ دکھایا کہ ہمارا میزبان شام کو ریکارڈنگ تک بالکل تندرست ہو چکا تھا۔ عزیزم قاصد معین احمد صاحب نے صرف اُسی روز ہی نہیں، بلکہ ایک لمبے عرصہ تک پروگرام پیش کیا اور بہت اچھا پیش کرنے کی توفیق پائی۔ یوں اس پروگرام کی لائیو سیریز کے آغاز کے ساتھ ہی حضور کی توجہ اور دعا کا ایک ایسا رنگ وابستہ ہو کر رہ گیا، کہ آج تک ہر پروگرام سے پہلے مجھے یہ بات ضرور یاد آتی ہے اور دل سے حضور کے لئے دعا نکلتی ہے کہ دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جماعت کا امام جس کے شب و روز کا ہر لمحہ طرح طرح کی مصروفیات سے

معمور ہے، وہ ایم ٹی اے کے پروگراموں کے لئے اس قدر توجہ اور محبت سے وقت نکالتا ہے۔ اللھم اید اماما نا بروح القدس۔

ابتدا میں اس پروگرام کو منصور احمد کلارک پیش کرتے، پھر یہ ذمہ داری قاصد معین صاحب کے سپرد ہوئی، پھر اس کے بعد کچھ دیر رضا احمد، پھر عطاء الفاطر طاہر صاحب (حال متعلم جامعہ احمدیہ یوکے) اور اب اس پروگرام کی میز بانی دانیال کاہلوں صاحب (حال متعلم جامعہ احمدیہ یوکے) کے سپرد ہے۔

راہِ ہدیٰ کو چلتے ہوئے جب کچھ سال کا عرصہ ہو گیا تو ایک روز حضور نے فرمایا کہ ”راہِ ہُدیٰ وہاں سے کیوں نہیں کرتے جہاں سے راہِ ہُدیٰ کا آغاز ہوا تھا۔ قادیان جاؤ اور وہاں سے کرو“۔ اس ارشاد سے محترم فاتح احمد ڈاہری صاحب وکیل تعمیل و تنفیذ (بھارت، نیپال، بھوٹان) کو مطلع کیا گیا (تب یہ وکالت نہیں بنی تھی بلکہ انڈیا ڈیسک کے نام سے یہ شعبہ کام کر رہا تھا اور محترم فاتح صاحب انچارج انڈیا ڈیسک تھے)۔ قادیان میں پروگرام کی تیاری شروع ہوگئی اور یہاں ویزا کی کارروائی۔ پاکستان سے وابستگی یوں بھی کئی مواقع پر یاد آتی رہتی ہے مگر انڈیا کے ویزے کے حصول کے وقت ہر پاکستانی کو اپنی پاکستانیت ویزا فارم پُر کرنے سے لے کر اس کارروائی کے ہر مرحلہ پر یوں یاد آتی ہے کہ ہوش ٹھکانے آجاتے ہیں۔ ویزا کے حصول کا مرحلہ طول پکڑتا گیا، ادھر قادیان میں پروگرام کی تیاری مکمل تھی۔ یہ تیاری محترم فاتح صاحب کی نگرانی میں قادیان کے شعبہ ایم ٹی اے نے بڑی سرعت کے ساتھ مکمل کر لی۔ وہاں سے پروگرام ویب سٹریم کے ذریعہ سے لائیو نشر ہونا تھا۔ سو حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ پروگرام شروع کر لیا جائے۔ یوں اس پروگرام نے ایک تاریخ ساز مرحلہ دیکھا کہ یہ پروگرام حضرت مسیح موعودؑ کے خلیفہ کے ارشاد پر حضرت مسیح موعودؑ کے مولد و مسکن سے لائیو نشر ہونے لگا۔ وہاں سے محترم کے طارق صاحب اسے پیش کرتے اور ساتھ قادیان کے علماء پروگرام میں شریک ہوتے اور آج بھی ہوتے ہیں۔ یوں ایم ٹی اے کی سکرین کو علماء کرام کی ایک نئی کھیپ میسر آئی۔ قادیان میں مقیم جماعت احمدیہ کے علماء قابلیت بھی دنیا کے سامنے آئی اور پروگرام نے ایک نیا رنگ اختیار کر لیا۔ ابتدا میں حضور انور کے ارشاد پر قادیان سے چار پروگرام نشر ہوتے، پھر لندن سے چھ پروگرام پیش کئے جاتے۔ پھر چھ وہاں سے چھ یہاں سے، اور اب آٹھ وہاں سے اور چار پروگرام یہاں لندن سے پیش کئے جاتے ہیں۔

یہاں لندن میں اس پروگرام کی میز بانی خاکسار کے سپرد تھی، پھر محترم راجا برہان احمد صاحب اور محترم حافظ محمد ظفر اللہ صاحب، سلمان قمر صاحب اور محترم ظافر محمود ملک صاحب نے بھی اس پروگرام کو پیش کیا۔ ان دنوں محترم ایاز محمود خان صاحب اس پروگرام کی میز بانی کے فرائض ادا کرتے ہیں۔

یہاں ایک اور حیرت انگیز بات کا ذکر ضروری ہے۔ ایم ٹی اے کے بیرونِ ملک سٹوڈیوز امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا جیسے ترقی یافتہ ممالک میں قائم ہیں۔ مگر حضور انور کے ارشاد کی برکت دیکھئے کہ لندن کے علاوہ کہیں اور سے باقاعدہ لائیو پروگرام پیش کرنے کی سعادت قادیان کے حصہ میں آئی۔ یہ پروگرام ہفتہ وار ویب سٹریم یعنی انٹرنیٹ کے ذریعہ قادیان سے نشر ہوتا ہے، اس کا signal یہاں لندن میں موصول ہوتا ہے، اور پھر یہاں سے ایم ٹی اے کا مواصلاتی نظام اس سگنل کو سیٹلائیٹس تک بھیج دیتا ہے، اور یوں قادیان دارالامان سے نشر ہونے والا یہ پروگرام براہِ راست دنیا بھر میں دیکھا جاتا ہے۔ انٹرنیٹ پر سگنل کے موصول ہونے کے باوجود تصویر اور آواز کا معیار بہت عمدہ ہے۔ سیٹلائٹ سے بھیجے گئے سگنل سے ذرہ بھی مختلف نہیں۔ میرا ایمان ہے حضرت مسیح موعودؑ کی مقدس بستی سے نشر ہونے والے اس پروگرام کے سگنل قادیان کی مقدس بستی سے ایم ٹی اے کے مواصلاتی نظام کے لئے خیر و برکت لے کر آتے ہیں۔ کیسے نہیں لاتے ہوں گے؟ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کے الفاظ میں یہ وہ زمین ہے جسے مسیحؑ کے قدم حرم بنا چکے ہیں۔ اس کی پہرہ داری پر فرشتے ناز کرتے ہیں، جو لوگ سکرین پر نظر آتے ہیں اور جو کنٹرول روم سے اس پروگرام کو ممکن بناتے ہیں، انہیں ”الدار“ کی نگہبانی کا کام بھی سپرد ہے۔ یوں حضور انور کے ارشاد پر راہِ ہُدیٰ وہاں سے نشر ہونے لگا جو جماعت احمدیہ کا نکتۂ آغاز ہے۔ اور حضور کے اس ارشاد کی برکت سے قادیان کی خوشبو ہر ہفتہ ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر میں پہنچنے لگی۔ (باقی آئندہ۔۔۔)

(وہ جس پہ رات ستارے لئے اترتی ہے قسط 7 حصہ پنجم)

(بشکریہ alislam.org)

مُلکی رپورٹس

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ گجرات کا شاندار انعقاد بمقام احمد آباد

مؤرخہ ۲۱ اور ۲۲ ستمبر ۲۰۲۴ء کو صوبہ گجرات کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس اجتماع میں ۶۰ خدام نے شرکت کی جن میں گجرات کے مختلف اضلاع سے خدام و اطفال شامل تھے۔ اس اجتماع کی کل حاضری اجتماع ۱۴۵ رہی۔

حسبِ دستور اجتماع کا آغاز نماز تہجد باجماعت اور نماز فجر باجماعت کے بعد دعاؤں کے ساتھ کیا گیا۔ اجتماع کے لئے کل دو یوم مقرر تھے جن میں خدام و اطفال نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اجتماع میں خدام و اطفال کے علمی مقابلہ جات کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں مقابلہ حسن قرآت، نظم خوانی، مقابلہ تقاریر۔ مقابلہ کوئز جیسے دلچسپ پروگرام شامل تھے۔ جن میں خدام و اطفال نے اپنی صلاحیتوں کا بہترین مظاہرہ کیا۔

علمی مقابلہ جات کے علاوہ مختلف کھیلوں کے مقابلہ جات کا بھی انعقاد کیا گیا جن میں مندرجہ ذیل قابل ذکر مقابلے کروائے گئے:

شارٹ پٹ، میوزیکل چیئر، نشانہ ڈاٹ وغیرہ وغیرہ۔ اس میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام و اطفال کے مابین حوصلہ افزائی کے لئے انعامات تقسیم کئے گئے۔

اجتماع کو کامیاب بنانے میں جملہ خدام و اطفال نے ہر لحاظ بہترین نمونوں کا مظاہرہ کیا۔

اسی طرح محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی جانب سے بھجوایا گیا پیغام بھی تمام حاضرین کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا۔ جس میں خدام و اطفال کی جسمانی و روحانی بہتری کی طرف توجہ دلائی گئی۔

بہر حال مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ گجرات کا یہ سالانہ اجتماع پوری شان کے ساتھ اختتام ہوا۔ اجتماع نے شرکاء میں اخوت، علمی ترقی اور جسمانی Fitness کے جذبے کو مزید اجاگر کیا

اللہ تعالیٰ اس اجتماع کی فیوض و برکات سے جملہ خدام و اطفال کو نوازے اور بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین ثم آمین

سالانہ اجتماع مجلسِ خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ ضلع اجمیر اور بیاور (صوبہ راجستھان) کا شاندار انعقاد بمقام لساڑیا

اللہ تعالیٰ کے فضل کرم سے مؤرخہ ۶،۵ اکتوبر ۲۰۲۴ کو صوبہ راجستھان کے اضلاع اجمیر اور بیاور کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس اجتماع میں خدام و اطفال نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

حسبِ دستور اجتماع کا آغاز نماز تہجد کے ساتھ ہوا۔ بعد نماز فجر خصوصی درس بھی دیا گیا جس کی سعادت مکرم لئیق احمد نایک صاحب قائد ضلع کو نصیب ہوئی۔

اجتماع کی افتتاحی تقریب مورخہ ۶ اکتوبر ٹھیک ۹ بجے محترم عبد الرؤف صاحب امیر ضلع اجمیر کی صدارت میں منعقد ہوئی۔

افتتاحی تقریب کے بعد خدام و اطفال کے مابین علمی مقابلہ جات کروائے گئے جن میں مقابلہ حسن قرآت، نظم خوانی، تقاریر، کوئز، اور قرآن کریم کی آخری دس سورتیں حفظ جیسے دلچسپ پروگرام شامل تھے۔ ان تمام پروگراموں میں خدام و اطفال نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنی صلاحیتوں کا بہترین مظاہرہ کیا۔

علمی مقابلہ جات اور دوپہر کے کھانے کے بعد نماز ظہر و عصر جمع کر کے ادا کی گئی۔ بعد ازاں ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد کیا گیا جن میں دوڑ۔ کبڈی، رساکشی، میوزکل چیئر قابل ذکر مقابلے شامل ہیں۔

ورزشی مقابلہ جات کے بعد شام ساڑھے ۵ بجے اختتامی تقریب اور تقریب تقسیم انعامات عمل میں آئی جس کی صدارت مکرم اسلم کاٹھات صاحب امیر ضلع بیاور نے فرمائی۔ ساڑھے ۶ بجے یہ اجتماع باحسن وخوبی اختتام

ہوا۔ اجتماع میں شاملین کی تعداد تقریباً ۱۵۰ تھی۔ اجتماع کو کامیاب بنانے میں جملہ خدام و اطفال نے ہر لحاظ سے بہترین نمونوں کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے دور رس نتائج ظاہر فرمائے آمین

اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ ضلع گدگ کرناٹک

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ ضلع گدگ ۱۵ ستمبر ۲۰۲۴ کو جماعت احمدیہ یلوتی میں منعقد ہوا۔

اس اجتماع کے ساتھ مجلس انصار اللہ کا بھی سالانہ ضلعی اجتماع شامل تھا۔ اس اجتماع میں خدام کی تعداد ۱۸۰ رہی، جبکہ اطفال کی تعداد ۷۰ تھی۔ انصار کی حاضری ۲۰۰ رہی۔ مجموعی طور پر، کل حاضری ۴۵۰ احباب جماعت اس میں شریک ہوئے

اجتماع کا آغاز صبح ۹:۰۰ بجے مکرم رشید احمد صاحب نے اجتماع دعا سے کرایا۔ اس کے بعد خدام اور اطفال کے مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے جن میں خدام کبڈی، ۱۰۰ میٹر دوڑ، رسہ کشی ۱۰۰ میٹر دوڑ، میوز کل چیر، اور علمی مقابلہ جات میں، حسن قرات، نظم خوانی، تقاریر جیسے مقابلہ جات شامل تھے۔

اختتامی اجلاس کی صدارت مکرم اکبر باشاہ صاحب امیر ضلع گدگ نے فرمائی۔ اس موقعے پر مکرم پیر صاحب سابق امیر ضلع گدگ مہمان خصوصی کے طور پر شریک رہے اور دیگر معززین بھی شریک ہوئے۔ علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والوں کے مابین انعامات تقسیم کئے گئے۔ اختتامی تقریر مکرم محمد رشید صاحب ضلع مبلغ نے فرمائی جس میں انہوں نے خدام کو انکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی نے کی۔ مکرم نعیم احمد صاحب شریف نے شکریہ احباب پیش کیا۔ محترم امیر صاحب ضلع نے اختتامی دعا کروائی اور دعا کے ساتھ یہ اجتماع کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

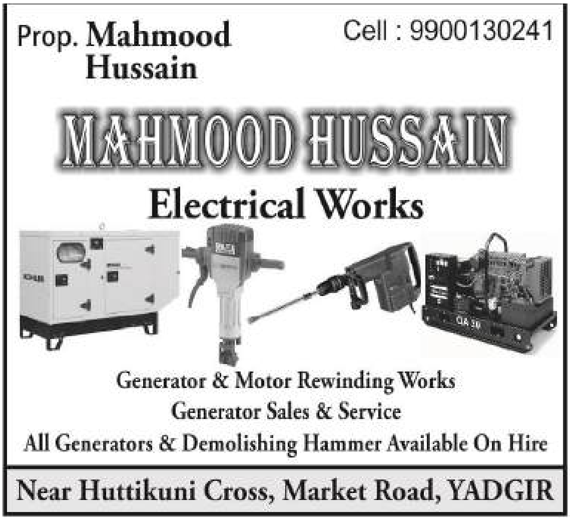

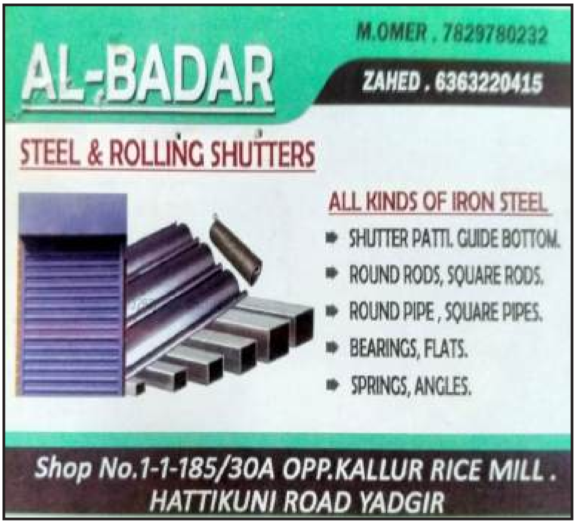

درگزر اور عفو کی عادت ڈالیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو آسائش میں خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی، اور غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کر دینا ہی بہتر ہوتا ہے تا کہ معاشرے میں صلح جوئی کی بنیاد پڑے، صلح کی فضا پیدا ہو۔ عموماً جو عادی مجرم نہیں ہوتے وہ درگزر کے سلوک سے عام طور پر شرمندہ ہو جاتے ہیں اور اپنی اصلاح بھی کرتے ہیں اور معافی بھی مانگ لیتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو کی تو بے انتہا مثالیں ہیں کس کس کو بیان کیا جائے؟ ہر ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے۔ یہ اس تعلیم کا عملی نمونہ تھا جسے لے کر آپؐ آئے تھے۔ اس تعلیم کو آج پھر ہر احمدی نے اس معاشرے میں جاری کرنا ہے اپنے پہ لاگو کرنا ہے۔ کیونکہ زمانے کے امامؑ کے ساتھ ہم نے عہد کیا ہے کہ اس تعلیم کا عملی نمونہ بن کر دکھائیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اس کی طرف جھکتے ہوئے اس طرف بہت زیادہ توجہ دیں۔ درگزر اور عفو کی عادت ڈالیں۔

(خطبہ جمعہ ۲۰؍فروری ۲۰۰۴ء)

MISHKAT ARCHIVES

1981 1982 1983

دوماہی مشکوٰۃ مارچ/اپریل ۱۹۹۹ء

مشکوٰۃ 41 مارچ/اپریل ۹۹ء

تقریب الوداعیہ واستقبالیہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

on the occasion of a hundred years elapsing from the time when the Second Caliph(ra) visited Europe and the UK. There are also exhibitions by The Review of Religions, the Archives and Outreach departments, Makhzan-e-Tasaweer. His Holiness(aba) said that these are all exhibitions which should be visited and he trusts they would have been set up well. Rather than wasting time during the breaks, people should try to visit these exhibitions.

His Holiness(aba) said that in light of Covid cases increasing in the world, a preventative homoeopathic medicine is being offered at all entrances and gates which everyone should avail. His Holiness(aba) prayed that may Allah protect everyone from any sort of illness and evil.

His Holiness(aba) said that the best form of security is for everyone to be aware of their surroundings. Doing so eliminates the possibility for any evil doers to do anything. Similarly if there are any unattended bags they should be pointed out to the relevant authorities as should be the case with any suspicious activity.

His Holiness(aba) said that the greatest weapon we have is the protection of Allah, for which we must pray especially in these three days. His Holiness(aba) prayed that may Allah enable everyone to implement these things and may the Jalsa be blessed in every respect.

(Summary prepared by The Review of Religions)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ يَوۡمٌ لَّا بَيۡعٌ فِيۡهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالۡكٰفِرُوۡنَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ
(البقرہ:255)

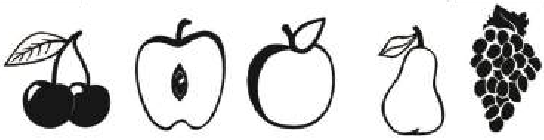

AHMAD FRUIT AGENCY
Commission & Forwarding Agents :
Asnoor, Kulgam (Kashmir)
Hqrt. Dar Fruit Co.
Kulgam
B.O. Ahmad Fruits
Mobiles : 9622584733,7006066375,9797024310

Contact (O) 04931-236392
09447136192
C. K. Mohammed Sharief
Proprietor
CEEKAYES TIMBERS
&
C. K. Mubarak Ahmad
Proprietor
Contact : 09745008672
C. K. WOOD INDUSTRIES
VANIYAMBALAM - 679339
DISTT.: MALAPPURAM KERALA

which gives way to an atmosphere for peace and security.

His Holiness(aba) said that the Companions of the Holy Prophet(sa) set an example for us in every respect. Influenced by the esteemed personage of the Holy Prophet(sa), the Companions would strive to fulfil every commandment of the Holy Qur'an. One of the commandments in the Holy Qur'an is that if a guest is turned away by the host then they should happily leave their home. A Companion said that he wished to fulfil this commandment of the Holy Qur'an as well in order to achieve the pleasure of God Almighty. However, he said that the opportunity never arose, where a host turned him away from their home. Hence, these were the lofty standards of morality exhibited by the Companions of the Holy Prophet(sa), both of the hosts and the guests. This is the kind of patience that we should have. When this becomes the case, then small matters become easy to overlook. His Holiness(aba) said that the Holy Prophet(sa) elaborated that one should convey greetings of peace to those who they know and even those who they don't know. When this atmosphere is established at Jalsa, then it will have an impact not only on external guests but will also serve as a valuable lesson for new converts and will also create more of a comfortable environment for them to feel like a part of the community.

His Holiness(aba) said that there is an incident from the time of the Promised Messiah(as), that when the Jang-e-Muqaddas took place, which was a debate between Muslims and Christians, the Promised Messiah(as) was staying somewhere and due to the high volume of guests, the workers forgot to present the Promised Messiah(as) with food. After some time had passed and the Promised Messiah(as) had been waiting, the Promised Messiah(as) enquired if there was anything to eat. The workers became extremely worried at the fact that food hadn't been presented to him and that it was late at night and the markets were closed. When the Promised Messiah(as) learned of this, he said that there was no need to become so worried, he said that if there were any leftovers on the tables he would eat that. There remained nothing but a few pieces of bread, and the Promised Messiah(as) said that this was enough and ate that. This was the example of the Promised Messiah(as), and as those who are part of his Community we must establish the same spirit of patience and gratefulness. Hence, despite their best efforts, if there are any oversights on the part of the workers then they should easily be overlooked. His Holiness(aba) said that later on, if guests wish to send any feedback so that there can be betterment in the future then they can do so.

His Holiness(aba) said that there are also various exhibitions at the Jalsa. For example there is an exhibition

should not linger after having eaten so that the volunteers can have time to wrap up and prepare for the next shift. Hence, the guests must remain mindful of such things.

His Holiness(aba) said that in such large gatherings, it is possible for disagreements to arise. It could be that a guest becomes displeased with a volunteer and says something to them, and then perhaps the volunteer also responds in a certain way which starts a back-and-forth. This creates a negative aura and impacts the environment, even if such instances are sparse. Allah the Almighty says that true believers suppress their anger. Hence, both the one being wronged and the wrongdoer should keep the sanctity of the Jalsa in mind. If, in the view of a guest, they have been wronged then even then they should exhibit patience. If a volunteer feels that a guest is being unjust in what they are saying, then they should remain patient and should do away with their anger.

His Holiness(aba) said that in light of the state of the world, security becomes that much more important. Some may find security checks and having to pass through various checkpoints to be inconvenient. This particularly impacts the women, as they have children with them and will often have multiple bags with them that require to be checked which takes time. Hence, to start women should try to bring a minimal number of bags with them. As for those with children, they should bring with them only the necessities and not things that are extra, otherwise, the increased number of bags which require checking will hold up lines and take more time causing difficulty to others as well.

His Holiness(aba) said that one of the commandments for a believer by the Holy Prophet(sa) is that they should maintain contact with even those who cut ties with them and to give to even those who don't give to you. Similarly one should be kind to even those who speak in an unbecoming manner to them. Hence, these things point towards having greater patience. This spirit must be exhibited by both the volunteers and the guests. In accordance with the wishes of the Promised Messiah(as), everyone should strive to establish an atmosphere of love and harmony.

His Holiness(aba) said that the volunteers and guests should bear in mind that there are non-Ahmadis and non-Muslims attending the Jalsa as well. Hence, if they exhibit the highest level of morality then this will serve as a form of silent propagation which greatly impacts the guests.

His Holiness(aba) said that those attending the Jalsa should establish the habit of saying Salam (Islamic greeting of peace) to one another. This is an excellent prayer taught to us. Not only does doing so eliminate any sort of fear but it also is a beautiful prayer

consider them as worldly guests. When this is the mentality, then small weaknesses or shortcomings can be overlooked.

His Holiness(aba) said that if every Ahmadi Muslim attends the Jalsa in order to be spiritually nourished rather than trying to attain worldly comfort, then both guest and host will be able to pass through the days of Jalsa with ease. The volunteers strive their utmost to ensure everyone attending the Jalsa is treated equally and fairly, however, certain discrepancies can naturally arise. The guests should overlook any such instances. Where the hosts or volunteers are enjoined to care for the guests, the guests must also be mindful of their hosts and should try to afford them ease as well.

His Holiness(aba) said that the Promised Messiah(as) used to care a great deal for his guests. During ordinary times, the Promised Messiah(as) would say that guests should express their needs without any hesitation. However during the days of Jalsa, the Promised Messiah(as) advised that the arrangements should be the same for all as far as possible. Therefore, the hospitality during Jalsa takes on a different form, and the organisers do their best to ensure that the basic and required needs and provided.

His Holiness(aba) said that the Promised Messiah(as) would emphasise to the guests of Jalsa Salana that their purpose is beyond any worldly endeavour, rather it is to learn the faith and to purify one's mind and heart while drawing nearer to Allah the Almighty. This is the mindset with which one should attend the Jalsa.

His Holiness(aba) said that during the days of Jalsa, everyone should sit attentively in the hall and listen to the speeches. A believer should use their time wisely. Naturally when so many people are gathering from around the world, there is a desire to meet one's acquaintances and family members from around the world, as is one of the purposes of the Jalsa. This convention does away with borders and brings together all sorts of people. The Promised Messiah(as) said that one of the purposes of this convention is to strengthen ties of brotherhood. Of course this requires meeting one another, however, the focus should be on attentively listening to the Jalsa proceedings, and only afterwards should one then take the time to meet others. Sometimes it has been noticed that these meetings will take so long that they will go late into the night causing people difficulty in waking up for the morning prayer (Fajr). This also puts volunteers in a difficult position when people sit for extended periods in the food marquee or even for hosts at homes where guests are staying. Hence, there must be balance.

His Holiness(aba) said that the Promised Messiah(as) said that guests

Guidance for Attendees of Jalsa Salana UK

(Summary of Friday Sermon delivered by Hazrat Khalifatul Masih V(aba)

After reciting Tashahhud, Ta'awwuz and Surah al-Fatihah, His Holiness, Hazrat Mirza Masroor Ahmad(aba) said that by the grace of Allah the Almighty, the Jalsa Salana (Annual Convention) UK is beginning today where thousands have gathered to benefit from a religious and spiritual atmosphere.

His Holiness(aba) said that a temporary city has been created in Hadeeqatul Mahdi (in Alton, UK) where people have gathered to remove themselves from the grasps of worldliness in order to improve their religious, spiritual and moral states. Hence, rather than being concerned with being afforded ease, one should be more concerned with how they can achieve these purposes. In any case, the organisation and administration do their level best to afford ease and comfort to all the guests. For this purpose, thousands present their selfless services and volunteers.

Guidance for Jalsa Salana Workers

His Holiness(aba) said to the volunteers that whatever duty they have been assigned, they should strive to fulfil it in the best possible manner. They should consider all guests to be the guests of the Promised Messiah(as). The volunteers should exhibit the highest standards of morality. They should overlook whatever behaviour may be displayed by the guests and should maintain their own high standards of behaviour. Hence, volunteers should exhibit the standard desired by Islam – and certainly the volunteers of the Jalsa work with this passion.

His Holiness(aba) said that the Promised Messiah(as) used to say that the heart of a guest is like a mirror; it is fragile and must be carefully cared for. It can shatter upon the smallest thing and be put in trial over the smallest thing. This generally applies to newcomers or those not part of the Community. The volunteers must take special care to tend to these guests in the best manner, no matter what or where their duty may be.

Guidance for Guests Attending Jalsa Salana

His Holiness(aba) then addressed the guests, saying that first and foremost, they have come to the Jalsa for a righteous purpose and have come as guests of the Promised Messiah(as). Rather than trying to attain any sort of worldly rank or status, they must focus on attaining the lofty purpose of every Muslim, and for which they are attending this convention. Those who undertake a journey for the sake of God care very little about worldly comforts and care more about becoming spiritually nourished. Thus, the guests of the Jalsa should never

سالانہ صوبائی اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ آسام

مجلس عثمان آباد مہاراشٹر میں جلسہ حفظان صحت کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھدرک اڈیشہ میں ریفریشر کیمپ کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد کی طرف سے وقار عمل کا انعقاد

صوبائی اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کیرلہ کا انعقاد

صوبہ کیرلہ کے ضلعی و مقامی قائدین کی صدر مجلس کے ساتھ ایک تصویر

مجلس خدام الاحمدیہ مواپوزہ ضلع ارناکلم کیرلہ میں مثالی وقار عمل کا انعقاد

Registered with Registrar of Newspapers of India at PUNBIL/2017/74323 Postal Registration No: GDP-046/2024-26
Annual Subscription: ₹220 (20/copy) By Air $50 Weight: 40-100 grams/Issue

Monthly MISHKAT Qadian

Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat

PH: +91-1872-220139 FAX: 222139 E-mail: mishkatqadian@gmail.com

Chairman: Shameem Ahmad Ghori
Editor: Niyaz Ahmad Naik +91-9779454423
Manager: Syed Abdul Hadee +91-9915557537

Volume 9 October 2024 CE Issue 10

Published on 20th October 2024

ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے، ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ مَیں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دف سے مَیں بازاروں میں مُنادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے مَیں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۲-۲۱)

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian, Dist-Gurdaspur, 143516, Punjab, India and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Dist-Gurdaspur, 143516, Punjab, India. Editor: Niyaz Ahmad Naik